HAMARA PYARA HINDUSTAN - U-M-MP-2C

مکتبۃ المدینہ ہند
MAKTABA TUL MADINA INDIA

ہمارا پیارا ہندوستان

اس کتاب میں آپ پڑھ سکیں گے:

- ہندوستان کی تاریخ
- ہندوستان کے تاریخی مقامات
- احادیث میں ملکِ ہندوستان کا ذکر
- وطن سے محبت کے تقاضے
- وطن اور اہلِ وطن کی حفاظت
- آزادیِ ہند میں علمائے اہلِ سنت کا کردار

اور بھی بہت کچھ.....

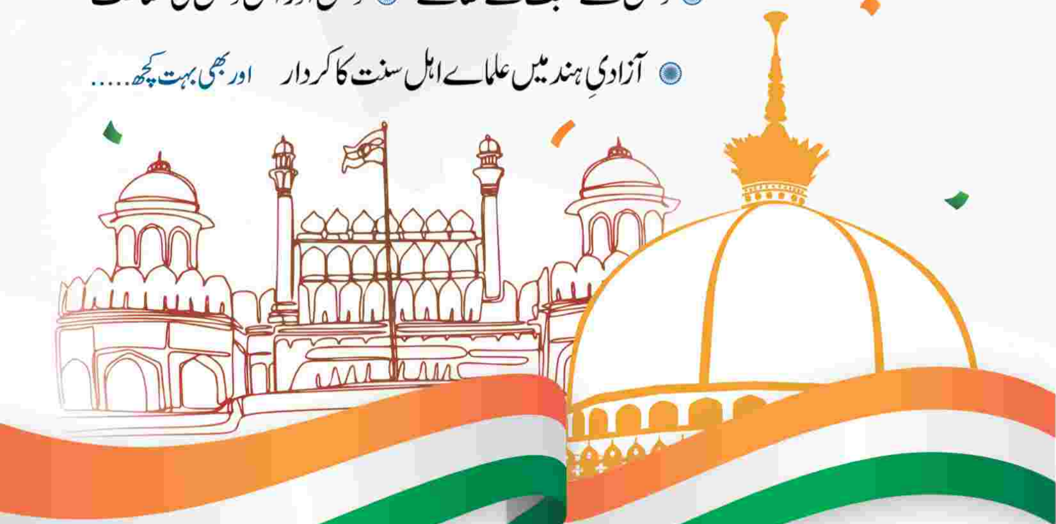

DAWATEISLAMI
INDIA

ہمارا پیارا ہندوستان

مرتب

مجلس المدینۃ العلمیۃ

(دعوتِ اسلامی-ہند)

ناشر

مکتبۃ المدینہ

(دعوتِ اسلامی-ہند)

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللہ الکریم جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام (مُستطرَف، ج۱، ص۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

www.dawateislamiindia.org

فہرست

درودِ پاک کی فضیلت	5
پیارا ہندوستان	5
ہندوستانی تہذیب	6
ملک کے مختلف نام	7
ہندوستان کی آبادی	7
ہندوستانی زبانیں	7
مختلف مذاہب	8
ہندوستان کے تاریخی مقامات	9
ہندوستان کی مشہور ندیاں	12
احادیث میں ملک ہند کا ذکر	12
ہندوستان کے مشہور اولیاے کرام	15
حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃُ اللہ علیہ	15
حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہ علیہ	16
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہ علیہ	17

حضور صابر پاک کلیری رحمۃُ اللہ علیہ	18
حضرت مخدوم اشرف سمنانی رحمۃُ اللہ علیہ	19
مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃُ اللہ علیہ	20
مخدوم بہار شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃُ اللہ علیہ	21
قطبِ دکّن حضرت باباشرف الدین سہروردی رحمۃُ اللہ علیہ	22
شہنشاہِ دکّن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃُ اللہِ علیہ	23
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ	23
وطن سے محبت	25
نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اپنے وطن سے محبت	27
وطن اور اہلِ وطن کی حفاظت	29
وطن سے محبت پر حدیث کی تحقیق	34
وطن عزیز کی خوبیاں	35
چند پیداواروں کی تفصیل	38
جنت نشاں کشمیر	39
ہندوستانی ترنگا	40

26 جنوری اور 15 اگست کو کیا ہوا؟	41
آزادیِ ہند میں علمائے اہلِ سنت کا کردار	42
وطن سے محبت کے تقاضے	48
اہل سنت کے تاریخی مدارس	52
دورِ حاضر کے چند مشہور مدارس	59
عام معلومات: رقبہ، کل صوبہ، سرکاری زبان وغیرہ وغیرہ	59
ہندوستان کے کل صوبے (States)	60
India کے کل صوبے (آبادی کے اعتبار سے)	61
غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن انڈیا (GNRF/INDIA)	62
میرا دل میری جاں، میرا ہندوستاں	65
ماخذ و مراجع	67

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

درودِ پاک کی فضیلت

رسولِ ذیشان، مکی مدنی سلطان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً یعنی: قیامت کے دِن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہو گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارا ہندوستان

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارا پیارا ہندوستان جنوبی ایشیا میں واقع، آبادی کے لحاظ سے اس وقت سب سے بڑا ملک ہے اور اس لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بھی کہلاتا ہے۔ ہندوستان کے ایک ارب 35 کروڑ سے زائد لوگ 100 سے زیادہ زبانیں بولتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرق (East) میں بنگلہ دیش اور میانمار، شمال (North) میں بھوٹان، چین اور نیپال اور جنوب مشرق (North East) اور جنوب مغرب (North West) میں بحر ہند ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارا ملک سری لنکا، مالدیپ سے قریب ترین ہے اور اس کے نکوبار اور انڈمان جزیرے تھائی لینڈ اور انڈونیشیا کی سمندری حدوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

---

(1)۔۔۔ترمذی، ص:144، حدیث:484

ہندوستانی تہذیب

ہندستانی تہذیب ایک وسیع و عریض خطے (یعنی زمین کے بہت بڑے حصے) پر پھیلی ہوئی انتہائی قدیم (پرانی) تہذیب تھی۔ قدیم مصری تہذیب اور وادیِ دجلہ و فرات کی میسوپوٹیمین (Mesopotamian) تہذیبوں کی طرح ہندوستانی تہذیب کا شمار بھی دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ مؤرخین کے مطابق اس خطّے میں تقریباً تین ہزار (3000) سال قبلِ مسیح میں انسانی آبادکاری شروع ہوئی پھر بیرونی اقوام کی ہجرت ،حملوں اور دیگر ممالک کے ساتھ تجارت کے نتیجے میں اس خطے پر مختلف قومیں آباد ہوئیں جن کی بدولت یہاں طرح طرح کی تہذیبوں نے جنم لیا۔

ہندوستان کی قدامت (یعنی پرانا ہونے) کے متعلق تاریخ میں کئی اقوال ملتے ہیں جن کے مطابق یہی وہ سرزمین ہے جسے انسانی تہذیب کے لئے منتخب کیا گیا۔

ہندوستانی تاریخ (History) تین ہزار (3000) سال قبلِ مسیح سے بھی قدیم (پرانی) ہے تاہم اس خطے کی نامعلوم تاریخ شاید اس سے بھی کہیں پرانی ہے۔اس سرزمین پر پہلا شہر غالباً تین ہزار تین سو (3,300) قبلِ مسیح میں بسا تھا جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہندوستان کی تاریخ تین ہزار پانچ سو (3,500) سال قبلِ مسیح سے بھی قدیم ہے۔ سندھ اور پنجاب میں موجود آثار، تین (3000) اور چار ہزار (4000) قبل از مسیح کی ترقی یافتہ شہری زندگی کا پتہ دیتے ہیں۔

ملک کے مختلف نام

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے ملک کا ایک نام "ہند" بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دریائے سندھ کے مشرق (East) میں ایک علاقہ ہے جس کا نام عرب تاریخ نگاروں نے "ہند" لکھا ہے، اسی بنا پر اسے "ہند" کہا جاتا ہے اور اسی سے "ہندوستان" کہا جانے لگا۔ نیز "انڈس" دریا کی نسبت سے اسے "انڈیا" بھی کہا جاتا ہے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

ہندوستان کی آبادی

ہندوستان اس وقت آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اگر دنیا کی آبادی کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان چھ حصوں میں سے ایک حصہ آبادی ہندوستان کی ہے۔ ہندوستان میں کُل دنیا کے تقریباً 17.76 فیصد لوگ آباد ہیں جس میں اکثریت نوجوانوں کی ہے۔

ہندوستانی زبانیں

ہندوستان میں کل 652 زبانیں اور بولیاں رائج ہیں۔ ان میں ہندوستانی دستور کی منظور شدہ جن 18 زبانوں کو مادری زبان کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: ہندی، بنگلا، تیلگو، مراٹھی، تامل، اردو، گجراتی، کنڑ، ملیالم، اڑیہ، پنجابی، آسامی، سندھی، نیپالی، کوکنی، منی پوری، کشمیری اور سنسکرت۔

ہندی: 1991 میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق ہندوستان کے تقریباً 40 فیصد لوگوں کی مادری زبان ہندی ہے۔

اردو: برصغیر پاک و ہند کی معیاری زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہندوستان کی چھ ریاستوں کی دفتری زبان کا درجہ رکھتی ہے۔ 2001ء کے ایک سروے کے مطابق اردو ہندوستان کے تقریباً 5.01 فیصد لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اردو تاریخی طور پر ہندوستان کی مسلم آبادی سے جڑی ہے۔ اردو کو پہچان و ترقی اس وقت ملی جب برطانوی دور میں انگریز حکمرانوں نے اسے فارسی کی بجائے انگریزی کے ساتھ شمالی ہندوستان کے علاقوں اور جموں و کشمیر میں اسے 1846ء اور پنجاب میں 1849ء میں بطور دفتری زبان نافذ کیا۔ انیسویں صدی میں اردو ایک ادبی زبان بن گئی اور اس کی دو معیاری شکلیں دہلی اور لکھنؤ میں وجود پائیں۔

اردو زبان کو کئی ہندوستانی ریاستوں میں سرکاری حیثیت بھی حاصل ہے۔

مختلف مذاہب

2011ء میں کیے جانے والے ایک سروے کے مطابق ہندوستان کی کل آبادی میں 79.8 فیصد ہندو اور 14.2 فیصد مسلمان ہیں، جب کہ 6% دیگر مذاہب جیسے کرسچین، سِکھ، بُدھ اور جین وغیرہ ہیں۔ پارسی اور یہودی قدیم ہندوستان میں آباد تھے، آج کے دور میں ان کی تعداد محض ہزاروں میں ہے۔

ہندوستان کے تاریخی مقامات

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں سیکڑوں تاریخی مقامات (Historical Places) ہیں، بلکہ ایک ایک شہر میں کئی کئی ایسے مقامات ہیں جن کو بنے ہوئے سیکڑوں سال گزر گئے مگر آج بھی دنیا انہیں جانتی پہچانتی ہے اور وہ ہمارے ملک ہندوستان کی زینت ہیں۔

چند مشہور تاریخی مقامات کا ذکر ملاحظہ فرمائیں:

تاج محل: تاج محل یعنی **مقبرہ ملکہ ممتاز محل زوجہ شاہ جہاں** ہندوستان کے شہر آگرہ میں واقع سنگ مرمر سے بنی ایک عظیم الشان عمارت ہے۔ جسے مغل شہنشاہ "**شاہ جہاں**" نے اپنی زوجہ کی محبت کی یادگار کے طور پر دریائے جمنا کے ساحل پر بنایا تھا۔ تاج محل اپنے فنِ تعمیر کی خوبیوں اور خصوصیتوں کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے اور عجائباتِ عالم میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہر سال لاکھوں سیاح (Tourist) اس کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ اس کی تعمیر بیس سال میں مکمل ہوئی۔ (1)

تاج محل مغل طرزِ تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس کی تعمیراتی طرز فارسی، ترک، ہندوستانی اور اسلامی طرز تعمیر کے اجزاء کا انوکھا ملاپ ہے۔ 1983ء میں اقوام متّحدہ کے ادارہ برائے تعلیم، سائنس اور کلچر نے تاج محل کو عالمی ثقافتی ورثے میں شمار کیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے عالمی ثقافتی ورثہ کی جامع تعریف حاصل کرنے والی بہترین تعمیرات میں سے ایک بتایا گیا۔ تاج محل کو ہندوستان کے اسلامی فن کا عملی اور نایاب نمونہ بھی کہا گیا ہے۔

1: معین الآثار المعروف بہ تاریخ ہندوستان، ص:۵۲

قطب مینار: یہ عالیشان مینار جو پوری دنیا میں مشہور ہے، ہندوستان کے مشہور شہر دہلی میں ہے۔ اس کی سات منزلیں تھیں مگر اس وقت صرف 5 منزلیں ہیں۔ اِس کی اونچائی 238 فٹ اور چوڑائی نیچے سے 47 فٹ اور اوپر سے 9 فٹ ہے۔ اس کی ہر منزل پر مختلف قسم کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، اس کی عمدگی اور خوبی سے ہندوستان کے کاریگروں کی ہوشیاری اور کاریگری کا پتہ چلتا ہے اس کے اوپر چڑھ کر تمام دہلی کا منظر دکھائی دیتا ہے اور نیچے کا آدمی، ایک کھلونا سا نظر آتا ہے۔[1]

چار مینار: ہندوستان کے صوبہ تلنگانہ کے شہر حیدرآباد میں واقع ایک یادگار جسے 1591ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ عالمی سطح پر حیدرآباد کی علامت اور تاریخی نشان کے طور پر جانا جاتا ہے۔ دیگر تاریخی مقامات کی طرح چار مینار بھی سیاحوں (Tourist) کی توجہ کا مرکز ہے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر یہاں مختلف تقاریب (Functions) کا انعقاد (Arrangment) کیا جاتا ہے۔

حیدرآباد میں قائم فن تعمیر کا عظیم الشان نمونہ، قطب شاہی خاندان کے پانچویں حکمران محمد قطب شاہ نے 1591ء میں تعمیر کروایا۔

لال قلعہ: اس عالیشان عمارت کو بھی ہندوستان کے مشہور مغل بادشاہ شاہ جہاں نے سرخ پتھروں کی مضبوط دیواروں سے دریائے جمنا کے دائیں کنارے پر شہر دہلی کے مشرق میں چاندنی چوک کے قریب تعمیر کروایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ 9 کروڑ 3 لاکھ روپے کی لاگت سے تیار ہوا۔ تقریباً ڈیڑھ میل پر پھیلا ہوا یہ قلعہ جس کی لمبائی شمال سے جنوب

1: تاریخِ دہلی، ص: ۳۵، ۳۴ بتغیّر

کی طرف 3200 فٹ اور چوڑائی مشرق سے مغرب کی طرف 18000 فٹ ہے۔ قلعہ کے چاروں طرف 75 فٹ چوڑی اور 47 فٹ گہری خندق بنی ہوئی ہے۔ جو کہ ایام جنگ میں پانی سے بھر دی جاتی تھی۔

1917ء میں بار بار آئے زلزلوں نے اس عظیم الشان عمارت کو کافی نقصان پہنچایا۔ نیز 1857ء کے غدر کے بعد قلعہ میں سے کئی محلوں کو گرا دیا گیا اور کئی باغیچوں کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا۔ اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود بھی یہ قلعہ ایک قابل دید مقام ہے کیوں کہ اس کی خوبصورتی میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا۔ (1)

دہلی کی جامع مسجد: مسجد جہاں نما جو ”جامع مسجد دہلی“ کے نام سے مشہور ہے، ہندوستان کے دارالحکومت دہلی کی اہم ترین مسجد ہے۔ مغل شہنشاہ شاہ جہاں نے 10 لاکھ روپے کی لاگت سے تقریباً 6 برس کے عرصے میں اسے تعمیر کروایا۔ یہ ہندوستان کی بڑی اور مشہور ترین مساجد میں سے ایک ہے جو پرانی دلّی کے مصروف اور معروف ترین مرکز چاندنی چوک پر واقع ہے۔ اس مسجد میں 25 ہزار لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں تین گنبد اور دو مینار ہیں۔ اس کی خوبصورتی اور خوش نمائی بیان سے باہر ہے۔

مسجد کے جانب شمال (North Side) کے دالان میں جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے کچھ تبرکات رکھے ہیں، یہ مقام درگاہ آثار شریف کہلاتا ہے۔ روزانہ نمازِ عصر کے بعد یہاں پر آثار شریف کی زیارت کروائی جاتی ہے اور ہر ہفتے بعد نمازِ جمعہ خصوصیت کے ساتھ یہاں مختصر محفل بھی منعقد کی جاتی ہے۔ مشہور ہے کہ یہاں پر نبی اکرم، نور

1: تاریخِ دہلی، ص:۵ تا ۸

مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نعلین شریف، موئے مبارک، قدم پاک کے نشان زدہ پتھر، حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا لکھا ہوا قرآن شریف موجود ہے۔(1)

ہندوستان کی مشہور ندیاں

ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں یوں تو ہزاروں ندیاں موجود ہیں جن سے ملک کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے مگر ان میں کئی ایسی ہیں جو زیادہ مشہور و معروف ہیں، ان میں سے چند ندیوں کے نام یہ ہیں: گنگا، جمنا، نربدا، دریائے سندھ، تاپتی، مہاندی، چمبل۔

پیارے اسلامی بھائیو! یہ اور دیگر تمام ندیاں اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان سے حسبِ موقع فائدہ اٹھائیں۔ ہرگز ہرگز ان میں ایسی چیزیں نہ ڈالیں جو گندگی اور ان ندیوں میں موجود مخلوق کو نقصان پہنچنے کا باعث بنیں۔

گودی میں کھیلتی ہیں اس کے ہزاروں ندیاں گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا

احادیث میں ملک ہند کا ذکر

پیارے اسلامی بھائیو! ہماری خوش نصیبی ہے کہ کئی احادیث میں ہمارے پیارے ملک ہندوستان کا ذکر موجود ہے، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃُ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تفسیر الدر المنثور میں لکھتے ہیں: امام ابن ابو حاتم رحمۃُ اللہ علیہ حدیث پاک ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: خَیْرُوادِیَیْنِ فِی النَّاسِ؛ وادِی مَکَّۃَ ووادِی آدَمُ بِأَرْضِ الْھِنْدِ یعنی لوگوں میں سب سے بہتر دو وادیاں ہیں؛ ایک وادیِ مکہ، دوسری وادیِ آدم (علیہ السّلام) زمینِ ہند۔(2)

---

1 : تسہیلاً، آثار الصنادید، ج:۱، ص:312،313، ملخصاً
(2)۔۔۔الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۷/۴۴۸

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: لَمَّا أَهبَطَ اللهُ آدَمَ أَهبَطَه بِأَرْضِ الْهِند وَمَعَهُ غَرس مِن شَجَرِ الْجنَّةِ فَغَرَسَه بِهَ وَكَانَ رَأسه فِي السَّمَاء وَرجلَاهُ فِي الأَرْضِ وَكَانَ يسمع كَلَام الْمَلَائِكَة یعنی جب اللہ پاک نے سر زمینِ ہند میں آدم علیہ السّلام کو اتارا تو ان کے ساتھ ایک جنتی درخت تھا جسے انہوں نے زمین پر لگا دیا۔ اور ان کا سر آسمان کی بلندیوں کو پہنچ رہا تھا جب کہ قدم شریف زمین میں تھے اور وہ فرشتوں کا کلام سنتے تھے۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السّلام ہندوستان میں تشریف لائے، اور یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ ہندوستان ہی نور محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطلع اور اس فیض دائمی کا مبدا ہے[2] اور یہ ہندوستان کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سَيحَانُ وَجَيحَانُ، والفرَاتُ والنيلُ، كُلٌّ مِن أَنهَارِ الجَنَّةِ یعنی: سیحان وجیحان اور فرات و نیل جنت کی نہروں میں سے ہیں۔[3]

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃُ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: وَالْفُرَاتُ: نَهْرٌبِالْكُوفَةِ؛وَالنِّيلُ، نَهْرُمِصْرَ، وَأَمَّا سَيْحُونُ فَنَهْرٌبِالْهِنْدِ، وَجَيْحُونُ نَهْرُبَلْخٍ یعنی فرات کوفے کا دریا ہے اور نیل مصر کا جب کہ سیحون ہندوستان کا دریا ہے اور جیحون بلخ کا۔[4]

---

(1)۔۔۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ۱/۱۳۶

(2)۔۔۔ تفسیر و حدیث میں ہندوستان کا تذکرہ، ص:۵۷

(3)۔۔۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ما في الدنيا من أنهار الجنة، 8/149، حدیث:2739

(4)۔۔۔مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 9/3586، طبع: دار الفکر، بیروت-لبنان

بخاری شریف میں ہے: أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صلَّى الله عليه واٰله وسلَّم بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ العُذْرة، فَقَالَ النَّبِيُّ صلَّى الله عليه واٰله وسلَّم: (عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أولادكنَّ بِهَذَا العِلاق، عليكنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ) ترجمہ: حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئیں جو حلق میں درد کے سبب لکن پہنے تھا، تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ کس لیے تم لوگ اپنی اولاد کے حلق کو اس لکن کے ذریعے دباتی ہو، تمہیں چاہیے کہ **عود ہندی** استعمال کرو! اس میں سات امراض کی شفا ہے۔ ان امراض میں سے پھیپھڑوں کا ورم (pleurisy) بھی ہے۔[1] (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب العذرۃ، ج:5/2160، حدیث:5385)

اس کے علاوہ کئی احادیث میں ہندوستان کا ذکر موجود ہے، ہم صرف اشارہ کر دیتے ہیں:

- حضرت جبرئیل علیہ السّلام سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے۔
- اسی ہندوستان میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت آدم علیہ السّلام کو آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بشارت دی۔
- اسی ملک میں حضرت آدم علیہ السّلام جنت سے حجرِ اسود لے کر تشریف لائے۔
- سب سے پہلے اسی ملک میں اذان کی صدا بلند کی گئی ہے۔
- اسی ملک میں تابوت کا نزول ہوا۔
- حضرت آدم علیہ السّلام کا اسی ملک میں وصال ہوا۔[2]

---

(1)۔۔۔ حلق کے درد میں اسے نتھنوں سے ڈالا جاتا ہے، اور پھیپھڑوں کے ورم میں اسے حلق سے ڈالا جاتا ہے۔

(2)۔۔۔(تفسیر وحدیث میں ہندوستان کا تذکرہ، از: سید غلام علی بلگرامی)

ہندوستان کے مشہور اولیاے کرام

عرصہ دراز سے ہمارا پیارا ملک ہندوستان اللہ کے نیک بندوں کی توجُّہ کا مرکز رہا ہے۔ مُختلف اَدوار میں یکے بعد دیگرے بے شُمار اولیاے کبار رحمہم اللہ السلام نے ہندوستان کا رُخ کیا اور لاکھوں بندگانِ خدا کو نہ صرف راہِ راست پر لائے بلکہ ان کو ایسے مرتبے پر پہنچا دیا کہ وہ دوسروں کی اصلاح کرنے والے بن گئے۔

ان مبارک ہستیوں میں سے چند اولیاے کرام کا مختصر ذکر ملاحظہ فرمائیں:

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سَیِّدُنا خواجہ غریب نواز سَیِّد مُعینُ الدین حسن سَنْجَری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ 537ھ بمطابق 1142ء میں سِجِسْتان یا سیستان کے علاقہ ”سنجر“ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا اسمِ گرامی حسن ہے اور آپ نَجیبُ الطرفین یعنی حسنی و حسینی سَیِّد ہیں۔

”مُعینُ الدین، خواجہ غریب نواز، سُلطانُ الہند، وارثُ النبی اور عطاے رسول“ آپ کے مشہور القاب ہیں۔

آپ رحمۃُ اللہ علیہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے حکم پر ہندوستان تشریف لائے اور تا حیات دین متین کی خدمت میں مصروف رہے، آپ نے ہندوستان کے لوگوں کو حسن اخلاق، انسانیت، ہمدردی اور اس طرح کے اوصاف کا درس دیا، اسی کی برکت تھی کہ آپسی دشمنی پالنے والے آپس میں دوست بن گئے، والدین کے نافرمان تابع فرمان ہوگئے، جن کو کل تک بولنے کی تمیز نہ تھی دامنِ خواجہ سے وابستہ ہونے کے بعد وہ قوم کے بہترین

افراد بن کر سامنے آئے، جو لوگ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے وہ بچیوں سے محبت کرنے والے بن گئے۔

وصال: 6 رجبُ المرجب 633ھ بمطابق 16 مارچ 1236ء بروز پیر فجر کے وقت آپ نے وصال فرمایا، مزارِ مبارک اجمیر شریف میں ہے، دور دراز سے لوگ آتے اور من کی مرادیں پاتے ہیں۔[1]

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہ علیہ

محبوب المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہ علیہ ہندوستان کے مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ کا نام محمد، والد ماجد کا نام حضرت خواجہ احمد ہے۔ آپ نظام الدین اولیاء اور محبوب الٰہی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کو نظام الدین، سلطان المشائخ، امام المحبوبین، امام الصدیقین جیسے القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہ علیہ 27 صفر المظفر ۶۳۴ھ بروز بدھ یوپی (انڈیا) کے شہر بدایوں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

حصول علم کے لیے دہلی تشریف لائے اور علم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ قرآن مجید آپ کو اُس وقت کی رائج ساتوں قراءتوں میں حفظ تھا۔ آپ شیخ الشیوخ حضرت شیخ بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃُ اللہ علیہ سے مرید تھے۔

وصال: سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہ علیہ نے 18 ربیع الثانی 725ھ کو بوقتِ چاشت وصال فرمایا۔ مزارِ مبارک دہلی میں مرجعِ خلائق ہے۔

---

(1)۔۔۔فیضان خواجہ غریب نواز، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے ان عظیم ترین ہستیوں میں سے ہے جن کے علوم و معارف سے سلسلہ چشتیہ کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا اور لاتعداد گمراہوں کو ہدایت نصیب ہوئی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت 582ھ کو ماوراء النہر کے مشہور علاقہ قصبہ "اوش" میں ہوئی تھی۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے ہو کر امام جعفر صادق رحمۃُ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کی عمر محض ڈیڑھ سال تھی کہ آپ کے والد محترم سید کمال الدین احمد بن موسیٰ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے اور آپ والدہ کی زیر تربیت رہے۔

بیعت و خلافت: سترہ سال کی عمر میں آپ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃُ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور محض بیس سال کی عمر میں فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃُ اللہ علیہ کی مشہور مسجد میں جلیل القدر مشائخ عظام کی موجودگی میں خلافت سے سرفراز کیے گئے۔

ہندوستان آمد: خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃُ اللہ علیہ کی منشا پر آپ ہندوستان تشریف لائے، کچھ عرصہ خواجہ صاحب کی خدمت میں رہے، پھر انہی کے حکم پر دہلی کو اپنا مسکن بنا لیا۔ پھر خالقِ کائنات کی عبادت اور خدمتِ خلق میں مصروف ہو گئے۔ آپ ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ہر دن سو رکعت نفل نماز کا معمول تھا، نیز رات کو تین ہزار درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

وفات: حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہ علیہ کا وصال 14 یا 20 ربیع الاول سن 633 یا634 ہجری بروز پیر کو ہوا۔ مزارِ مبارک دہلی کے مہرولی علاقہ میں ہے۔

(سیرت طیبہ خواجہ قطب الدین بختیار کارکی، ص:۱۱،۸)

حضور صابر پاک کلیری رحمۃُ اللہ علیہ

حضرت سیدنا صابر پاک رحمۃُ اللہ علیہ کی ولادت 19 ربیع الاول592ھ مطابق 19 فروری 1196ء کو بوقت تہجد بروز جمعرات ہرات (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ کا وجودِ مسعود نومولود ہونے کے باوجود ایسا تھا کہ دایہ کو بے وضو غسل کرانے کی ہمت نہ ہوئی۔

آپ کے ماموں حضرت سیّدنا بابا فرید الدّین گنج شکر رحمۃُ اللہ علیہ نے آپ کو صابر کا لقب عطا فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آپ "صابر پاک" کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم ہرات (افغانستان) میں ہی حاصل کی، پھر جب آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو آپ کی والدہ نے آپ کو اپنے بھائی حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنج شکر رحمۃُ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔ خداداد صلاحیت کی بنا پر آپ نے صرف تین سال کے مختصر عرصے میں کئی علومِ ظاہری حاصل کیے جیسا کہ حضرت بابا فرید رحمۃُ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: علاء الدین علی احمد صابر (رحمۃُ اللہ علیہ) نے تین سال میں عربی و فارسی کی کُتُب، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی وغیرہا علوم کی تکمیل کی۔ یہ سب علوم اتنی جلدی حاصل کر لیے کہ کوئی دوسرا بچہ پندرہ سال میں بھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

وصالِ باکمال

13 ربیع الاول690ھ مطابق 15 مارچ 1291ء کو آپ نے وصال فرمایا۔

آپ نے ایک دن شمسُ الدّین ترک رحمۃُ اللہ علیہ سے فرمایا: جب آپ سے کوئی کرامت ظاہر ہو تو سمجھ لیجیے گا کہ میرا انتقال ہو گیا ہے۔ جس دن حضرت سیّدنا شمسُ الدّین ترک رحمۃُ اللہ علیہ سے کرامت ظاہر ہوئی فوراً کلیر شریف حاضر ہوئے، دیکھا تو آپ وصال فرما چکے ہیں۔

حضور صابر پاک رحمۃُ اللہ علیہ کا مزار پر انوار کلیر شریف ضلع سہارن پور (یوپی) ہند میں نہر گنگ کے کنارے مرجعِ خلائق ہے۔ (فیضان حضرت صابر پاک، مکتبۃ المدینہ)

حضرت مخدوم اشرف سمنانی رحمۃُ اللہ علیہ

سلسلہِ اشرفیہ کے عظیم بزرگ حضور مخدوم اشرف سمنانی رحمۃُ اللہ علیہ کا نام سید اشرف بن سلطان سید محمد ابراہیم نور بخشی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب 23 واسطوں سے سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت 708ھ / 1309ء اور ایک قول کے مطابق 712ھ / 1313ء میں ہوئی۔

سات سال کی عمر میں حفظِ قرآن اور قراءت عشرہ مکمل فرما کر با قاعدہ حصولِ علم دین میں مصروف ہو گئے، اور 14 سال کی عمر میں علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ شیخ علاء الدین چشتی رحمۃُ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور پھر مختلف ممالک کا سفر فرمایا۔

حضرتِ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃُ اللہ علیہ خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کے حکم پر تبلیغ دین کے لیے ہندوستان روانہ ہو گئے[1]، آپ نے پوری دنیا کی سیاحت کی اور دورانِ سفر لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔

---

(1)۔۔۔ صحائفِ اشرفی، ص:۷۰

نیکی کی دعوت کے سلسلے میں بڑی بڑی رکاوٹوں اور خطرناک جادوگروں کا سامنا ہوا لیکن کوئی بھی آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکا اور آپ تحریر و تقریر دونوں طریقوں سے لوگوں کی اصلاح اور بھلائی کے کاموں میں مصروف رہے۔

وصال: حضور مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 28 محرم الحرام 808ھ میں کچھوچھہ شریف کے علاقہ روح آباد میں ہوئی۔ اور وہیں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔[1]

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیِّدُنا مجدِّدِ اَلف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ''سرہند (پنجاب، ہند)'' میں 971ھ بمطابق 1563ء میں ہوئی۔

آپ کا نام مبارک: احمد، کنیت: ابو البرکات اورلقب: بدرالدین ہے۔ آپ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

تعلیم و تربیت: حضرت سیِّدُنا مجدِّدِ اَلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے کئی علوم حاصل کیے۔ والد ماجد کے علاوہ دیگر اساتذہ کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر صرف 17 سال کی عمر میں علومِ ظاہری سے سندِ فراغت پائی۔

تصانیف: آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے فارسی ''مکتوبات امام ربّانی'' زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کے عربی، اردو، ترکی اور انگریزی زبانوں میں تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

---

(1)۔۔۔ غوث العالم حیات وخدمات، ص: ۱۲، ۵، ۳، اشرفیہ فاونڈیشن

وصال: 28 صفرُ المُظَفَّر 1034 ھ کو جانِ عزیز اپنے خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

ارشادِ مجدد الفِ ثانی رحمۃُ اللہ علیہ: جوانی کی ابتدا جس طرح خواہشات کے ابھرنے کا وقت ہے، اسی طرح علم و عمل کو اپنانے کا بھی یہی وقت ہے، جوانی میں کی جانے والی عبادات بڑھاپے کی عبادات سے افضل ہیں۔(1)

مخدوم بہار شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃُ اللہ علیہ

حضرت سیدنا شرف الدین یحیی منیری رحمۃُ اللہ علیہ جن کے فیضان سے آج بھی نہ صرف بہار والے مستفیض ہو رہے ہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے لوگ حاضر در ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

مخدوم بہار رحمۃُ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت شہنشاہ ہندوستان ناصر الدین التمش کے زمانے میں 20 شعبان 661ھ میں ہوئی۔ آپ کا نسب والد محترم کی جانب سے نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچاجان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تک جب کہ والدہ محترمہ کی جانب سے امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ مادر زاد ولی تھے، بچپن ہی سے آپ سے حیرت انگیز کرامات ظاہر ہونے لگی تھیں۔ حضرت خضر علیہ السّلام کے دست مقدس سے جُھولا جھولنے کا شرف حاصل تھا۔ اس کے باوجود آپ کے بزرگوں نے آپ کو ظاہری علوم وفنون سے آراستہ و پیراستہ کرنے پر خصوصی توجہ دی، چنانچہ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مخدوم کمال الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ اور برادر صاحب علامہ رکن الدین مرغینانی منیری سے منیر شریف میں اور پھر سُنار

---

(1)۔۔۔مکتوباتِ امامِ ربّانی، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب ۵ ۳ج ۲ص ۸۷ ملخّصًا

گاؤں (ڈھاکہ، بنگلہ دیش) میں حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالمِ ربانی کی بارگاہ میں مسلسل بائیس (22) سال رہ کر مروجہ علوم کی تکمیل فرمائی۔ نیز راہِ سلوک طے کرنے کے لئے آپ رحمۃُ اللہِ علیہ خواجہ نجیب الدین فردوسی دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

امت کی اصلاح اور دین کی سربلندی کے لئے آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔

علم و تحقیق اور رُشد و ہدایت کا یہ آفتابِ عالَم تاب 6 شوال المکرم 782ھ / 2 جنوری 1381ء شب جمعرات ایک سو اکّیس سال کی عمر میں خانقاہ معظم بہار شریف میں بعد نماز مغرب غروب ہو گیا۔[1]

قطبِ دکّن حضرت بابا شرف الدین سہر وردی رحمۃُ اللہِ علیہ

قطب دکن حضرت سیدنا بابا شرف الدین سہر وردی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ذات بابرکات اہلِ ہندوستان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے جنہوں نے ہند کے مختلف شہروں میں بالخصوص حیدر آباد صوبہ دکن (جدید نام تلنگانہ) میں تبلیغ کے فرائض انجام دیے۔

آپ کی ولادت 16 شعبان 586ھ وقت صبح ملک عراق میں ہوئی۔ آپ کا نسب 13 واسطوں سے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حفظِ قرآن اور چند دینی کتب کی تعلیم کے بعد بغداد شریف حاضر ہو کر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہر وردی رحمۃُ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر علمِ تفسیر و حدیث وغیرہ حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد رات دن عبادت و

---

(1)۔۔۔ تذکرہ مخدوم جہاں، منیری پبلیکیشن دہلی

ریاضت میں مشغول رہنا اور تبلیغ دین واشاعت اسلام آپ کا مقصد عظیم بن گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے، آپ کی نیکی کی دعوت کی برکت سے ہزاروں فاسق و فاجر اپنی بدکرداری اور گناہوں سے توبہ کرکے نیکی کے راستے پر چل پڑے۔

وصال: باباشرف الدین سہروردی رحمۃُ اللہ علیہ کا وصال 19 شعبان المعظم 687ھ کی رات میں ہوا اور اگلے دن تدفین عمل میں آئی۔ اس وقت آپ کی عمر 101 سال تھی۔ آپ کا مزار شریف حیدرآباد، پہاڑی شریف پر موجود ہے۔[1]

شہنشاہِ دکّن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃُ اللہِ علیہ

شہنشاہِ دکّن، سلطانُ القلم حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سیّد ابوالفتح محمد حسینی چشتی رحمۃُ اللہ علیہ کی ولادت 4 رجَبُ المرجّب 730ھ کو دہلی ہند میں ہوئی۔ 16 ذیقعدہ 825ھ کو وصال فرمایا، آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، مفسّرِ قرآن اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے عظیم شیخِ طریقت ہیں۔ مزار پُر انوار گلبرگہ شریف (صوبہ کرناٹک) جنوبی ہند میں مرجعِ خلائق ہے۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ

امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں 10 شوال المکرم 1272ھ بروز ہفتہ بوقت ظہر مطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔ آپ کا نام محمد ہے اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔[3]

---

(1)۔۔۔سوانح مبارک حضرت باباشرف الدین، کمرشل بک ڈیپو

(2)۔۔۔تحفۃ الابرار مترجم، ص186

(3)۔۔۔سوانح اعلی حضرت، ص۸۷، قادری مشن بریلی شریف

آپ بچپن سے ہی نہایت ذہین و فطین تھے، درس نظامی کی اکثر کتابیں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃُ اللہ علیہ سے پڑھیں، 13 سال کی عمر میں پہلا فتوی دیا اور اسی وقت سے منصبِ افتاء پر فائز ہوگئے۔ اپنے دور میں تمام علما کے مقتدا و پیشوا تھے، بڑے بڑے علما مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ دینِ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کرنے اور معاشرے میں پھیلنے والی بدعقیدگی و سماجی برائیوں کے خاتمے کے لئے آپ نے مختلف علوم (Subjects) پر ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔

امام اہل سنت رحمۃُ اللہ علیہ کی مکمل زندگی نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ناموس کی حفاظت میں بسر ہوئی، بِلاشک آپ فنافی الرسول کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لِلّٰہِ الْحَمْد میں دُنیا سے مسلمان گیا

وصال: دینی و سماجی خدمات میں زندگی بسر کرتے ہوئے 25 صفر المظفر 1340ھ مطابق 28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃُ المبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بجکر 38 منٹ پر عین اذانِ جمعہ کے وقت اللہ پاک کے ولی، عاشقِ نبی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ بریلی شریف (یوپی) میں آپ کا مزارِ مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہندوستان میں آرام فرمانے والے ہزاروں اولیائے کرام میں سے یہ چند مبارک ہستیوں کا مختصر تذکرہ تھا۔ آیئے! ہم بھی ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر

چلتے ہوئے نیکی اور بھلائی کے کام کریں اور اس طرح اپنی آخرت بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کا نام روشن کریں۔

اللہ پاک ہند بھر میں آرام فرمانے والے تمام اولیائے کرام پر رحمتوں کا نزول فرمائے، ان کے فیضان سے ہمیں مالا مال فرمائے اور ان کے وسیلے سے وطنِ عزیز ہندوستان کو خوب ترقی و عروج نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ہم کو سارے اولیا سے پیار ہے

ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

وطن سے محبت

اپنے ملک و سرزمین سے محبت، قلبی لگاؤ اور تعلق فطری چیز ہے، جس طرح ماں باپ، بھائی بہن اور اولاد کی محبت فطری اور طبعی ہوتی ہے، اسی طرح وطن کی محبت بھی بلا تکلف ہوا کرتی ہے۔ جس سرزمین پر انسان اپنی آنکھیں کھولتا ہے، نشو و نما پاتا ہے، جوانی کی دہلیز پر پہنچتا ہے، شادی بیاہ کرتا، ملازمت و تجارت کرتا ہے، اس کی یادیں کچھ ایسی ہوتی ہیں جنہیں وہ کبھی بھلا نہیں سکتا۔ وہ کیسے بھول سکتا ہے اُس سرزمین کو جس میں اُس نے اپنے آباء و اجداد، ماں باپ، بھائی بہن اور دوست و احباب کے ساتھ اپنی زندگی کے سال، مہینے، ہفتے اور دن گزارے ہوں۔

امام راغب اصفہانی رحمۃُ اللہ علیہ اپنی کتاب "محاضرات الادباء" میں لکھتے ہیں: حُبُّ الوَطَنِ مِن طِیبِ المَولَدِ یعنی عمدہ اور نیک طبیعت کے لوگ ہی اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں۔ [1]

---

(1)۔۔۔ محاضرات الأدباء للراغب الأصفهانی، ج:۲، ص:۶۵۲

ابو عمرو بن العلاء[1] نے کہا ہے: ''مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى كَرَمِ الرَّجُلِ وَطِيْبِ غَرِيْزَتِهِ حَنِيْنُهُ إِلٰى أَوْطَانِهِ وَحُبُّهُ مُتَقَدِّمِي إِخْوَانِهِ وَبُكَاؤُهُ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ زَمَانِهِ'' یعنی آدمی کے معزز (عزت دار) ہونے اور اس کی جبلت (پیدائش) کے پاکیزہ ہونے پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ اس کا اپنے وطن کے لیے مشتاق ہونا اور اپنے دلی تعلق والوں (یعنی اعزاء واقربا، رفقاء و دوست احباب اور پڑوسی وغیرہ) سے محبت کرنا اور اپنے سابقہ زمانے (کے گناہوں اور معصیت) پر آہ زاری کرنا (اور ان کی مغفرت طلب کرنا) ہے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ وطن سے محبت کی کس قدر اہمیت ہے۔ الحمد للہ! ہم اپنے ملک ہندوستان سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں، اس کے ایک ایک ذرّے سے محبت رکھتے ہیں، اپنے ملک کی ایک اِنچ زمین کسی دوسرے ملک کو دینا گوارا نہیں کرتے۔ انسان کیا حیوان بھی جس سر زمین میں پیدا ہوتا ہے اُس سے محبت اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ چرندے، پرندے، درندے حتیٰ کہ چیونٹی جیسی مخلوق کو لے لیجیے، ہر ایک کے دل میں اپنے مسکن اور وطن سے محبت ہوتی ہے۔ ہر جانور و پرندہ صبح سویرے اٹھ کر روزی پانی کی تلاش میں زمین میں گھوم پھر کر شام ڈھلتے ہی اپنے ٹھکانے پر واپس آجاتا ہے۔ ان بے عقل حیوانات کو کس نے بتایا کہ ان کا ایک گھر ہے، ماں باپ اور اولاد ہے، کوئی خاندان ہے؟ اپنے گھر کے در و دیوار، زمین اور ماحول سے صرف انسان کو ہی نہیں بلکہ حیوانات کو بھی اُلفت و محبت ہو جاتی ہے۔

---

(1)۔۔۔ ابو عمرو بن العلاء بن عمار بن العريان بن عبد الله بن الحصين التميمي المازني البصري. یہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے ہیں، ابو عبیدہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ: ابو عمرو لوگوں میں سب سے زیادہ علم ادب، عربی، قرآن اور شعر کو جاننے والے تھے۔ (وفیات الأعیان، ج:۳، ص:۴۶۶، دار صادر۔ بیروت)

(2)۔۔۔ محاضرات الأدباء، ج:۲، ص:۶۵۲، طبع: شرکت دار ارقم بیروت

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں

سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

امام راغب اصفہانی رحمۃُ اللہ علیہ **نبی اکرم** صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کی طرف نسبت کرتے** ہوئے لکھتے ہیں:

"لَوْلَا حُبُّ الْوَطَنِ لَخَرَبَتْ بِلَادُ السُّوْءِ ، وَقِيْلَ: بِحُبِّ الْاَوْطَانِ عِمَارَةُ الْبُلْدَانِ"

ترجمہ: اگر وطن کی محبت نہ ہوتی تو پسماندہ ممالک تباہ و برباد ہو جاتے (کہ لوگ انہیں چھوڑ کر دیگر اچھے ممالک میں جا بستے، اور نتیجتاً وہ ممالک ویرانیوں کی تصویر بن جاتے)۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اپنے وطن کی محبت سے ہی ملک و قوم کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے۔[1]

نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اپنے وطن سے محبت

پیارے اسلامی بھائیو! وطن سے محبت کرنا اتنا پیارا وصف ہے کہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اپنے مبارک شہر مکہ مکرمہ سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے، جب کافروں نے مکہ میں نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور طرح طرح سے اذیت دینا شروع کر دیا تو نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا، اس وقت کیفیت یہ تھی کہ حسرت بھری نگاہیں مکہ پر ڈال کر انتہائی رقّت آمیز لہجے میں فرمایا: "ما أطيبك من بلدٍ و أحبّك إليّ و لولا أن قومي أخرجوني منك ما سكنت غيرك" یعنی تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔[2]

---

(1)۔۔۔ محاضرات الأدباء، ج:۲، ص:۶۵۲، طبع: شرکت دار ارقم بیروت

(2)۔۔۔ ترمذی، ج:۵، ص:۷۲۳، ابواب المناقب، رقم:3925

اس سے اندازہ لگائیے کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ سے کس قدر محبت تھی۔

مکہ مکرمہ سے جدا ہونے کے بعد نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنالیا۔ جب بھی سفر سے مدینۂ منورہ واپسی ہوتی تو اس کے اشتیاق میں سواری تیز فرما دیتے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''إِنَّ النَّبِيَّ صلَّى الله عليه واٰله وسلَّم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَه، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ، حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا'' ترجمہ: حضور نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے، اور اگر دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ منورہ کی محبت میں اُسے ایڑی مار کر تیز بھگاتے تھے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: ''وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَعَلَى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِيْنِ إِلَيْهِ'' یعنی یہ حدیث مبارک مدینہ منورہ کی فضیلت، وطن سے محبت کی مشروعیت و جواز اور اس کے لیے مشتاق ہونے پر دلالت کرتی ہے۔[2]

اپنے اس وطن کے لئے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی بارگاہ میں دعائیں بھی مانگا کرتے، چنانچہ مسلم شریف میں ہے: ''إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ ودَعا لِأَهْلِها، وإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَما حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وإِنِّي دَعَوْتُ فِي صاعِها ومُدِّها بِمِثْلَيْ ما دَعا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ

---

(1)۔۔۔ صحیح البخاري، فضائل مدینة، ج:۳، ص:۲۳، رقم:۱۸۸۶، طبع: دار طوق النجاۃ

(2)۔۔۔ فتح الباری، ج:۳، ص:۶۲۱، دار المعرفة بیروت

مَكَّةَ" ترجمہ: بیشک ابراہیم (علیہ السّلام) نے مکہ کو حرم بنایا، اور مکہ والوں کے لیے دعا فرمائی، میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں، جیسا کہ ابراہیم (علیہ السّلام) نے مکہ کو حرم بنایا۔ میں مدینہ کے صاع اور مد کے لیے دعا کرتا ہوں، جیسا کہ ابراہیم (علیہ السّلام) نے مکہ والوں کے لیے دعا کی۔[1]

وطن اور اہل وطن کی حفاظت

پیارے اسلامی بھائیو! ایک ہندوستانی ہونے کے ناتے ہم پر لازم ہے کہ اپنے ملک اور ملک والوں کی حفاظت کریں، اس کے لیے چند چیزیں قابل لحاظ ہیں:

درخت لگائیں!

درخت لگانے کے، دینی اور دنیوی اعتبار سے بے شمار فوائد ہیں۔ لہٰذا اپنے ملک کو ہرا بھرا رکھنے اور اہلِ وطن کو فائدہ پہونچانے کی نیت سے خوب درخت لگایئے۔

فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم!

(1) جو مسلمان درخت لگائے یا فصل بوئے پھر اس میں سے جو پرندہ یا انسان یا جانور کھائے تو وہ اس کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔[2]

(2) مسلمان جو درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔[3]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے درخت لگانے کو صدقہ قرار دیا ہے لہٰذا اپنے مرحومین اور دیگر عزیزوں کے ایصالِ ثواب کے لیے بھی درخت لگائے جاسکتے ہیں۔

---

(1)۔۔۔ مسلم شریف، ج:۲، ص:۹۹۱

(2)۔۔۔ مسلم، کتاب المساقات والمزارعۃ،، رقم ۱۵۵۳، ص ۶۵۵، طبع: الرسالۃ

(3)۔۔۔ مسلم، کتاب المساقات والمزارعۃ،، رقم ۳۹۶۹، ص ۶۵۴، طبع: الرسالۃ

سائنسی تحقیق کے مُطابق بھی درخت لگانے کے بڑے فوائد ہیں۔ دَرخت اور پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے اور آکسیجن فَراہم کرتے ہیں ۔ آکسیجن انسانی زندگی کے لیے اِنتہائی ضَروری ہے، اِس کے بغیر اِنسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ پاک نے دَرختوں اور پودوں کو اِنسان کی خِدمت کے لیے لگایا ہوا ہے، یہ گندی ہوا لے کر اپنی پاکیزہ ہوا دیتے ہیں۔ دَرجہ حَرارت کو بڑھنے نہیں دیتے، درخت اور پودے فضائی آلودگی (یعنی دُھواں اور گردوغبار میں) میں کمی کرتے ہیں، دَرخت اور پودوں کی کثرت سے ماحول ٹھنڈا اور خُوشگوار رہتا ہے، اس سے بجلی کی بھی بچت ہوتی ہے کیوں کہ جو آلات گرمی دُور کرنے کے لیے اِستعمال ہوتے ہیں ان کی ضَرورت میں کمی آجاتی ہے یا بالکل ہی چھٹکارا مِل جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے وطنِ عزیز کو دَرختوں اور پودوں سے آراستہ کریں گے تو بجلی کی بھی بچت ہوگی۔

درخت لینڈ سلائڈنگ (یعنی مٹی یا چٹان کے تودے کا پھسل کر اونچی جگہ سے گرنے) کی روک تھام کا بھی باعِث بنتے ہیں، کیوں کہ دَرخت کی جڑیں زمین کی مٹی کو روک کر رکھتی ہیں، جس کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ یا لینڈ سلائڈنگ نہیں ہونے پاتی۔ یوں ہی دَرخت اور پودے "گلوبل وارمنگ" میں بھی کمی کا سبب بنتے ہیں۔ عالَمی ماحول کے دَرجۂ حرات میں خطرناک حد تک اِضافہ "گلوبل وارمنگ" کہلاتا ہے، جس کی وُجوہات میں دَرختوں کا کاٹنا، صنعتوں کا تیزی سے قیام میں لانا اور گاڑیوں کا بے تحاشا دُھواں شامل ہے۔ اگر دَرختوں کی حفاظت کی جائے بلکہ مزید دَرخت لگانے کا اِہتمام کیا جائے تو ان خطرناک نقصانات سے بچنے کا بھی سامان ہو سکتا ہے۔

نوٹ: درخت لگانے کے مزید فوائد و احتیاط جاننے کے لئے شیخِ طریقت، امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ”درخت لگائیے ثواب کمائیے“ کا مطالعہ کیجئے۔

الحمد للہ! دعوت اسلامی انڈیا کے ایک شعبے ”GNRF(غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن)“ نے ملک بھر میں شجر کاری (Plantation) کے ذریعے وطنِ عزیز کو ہرا بھرا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ کی دیگر سماجی و فلاحی خدمات کی تفصیل کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

گندگی کو دور کریں!

ملک کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ کہیں بھی گندگی اور نجاست نہ ڈالیں بلکہ جہاں کوڑا اور گندگی ڈالنے کی جگہ ہو وہیں ڈالیں، تاکہ ہمارا ملک صاف ستھرا رہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہر دوسرا بندہ یہ سوچتا ہے کہ صرف ایک میرے غلط مقام پر کوڑا پھینکنے سے کیا ہوتا ہے، نتیجتاً ایک بڑی تعداد ایسا کرتی ہے پھر جدھر دیکھو گندگی نظر آرہی ہوتی ہے لہذا ہر بندہ اپنی ذمہ داری سمجھے کہ مجھے اپنے اطراف میں صفائی ستھرائی کا ماحول بنانا ہے۔

متعدّد احادیثِ مبارکہ میں صفائی کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضور نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالٰی پاک ہے، پاکی پسند فرماتا ہے، ستھرا ہے، ستھرا پن پسند فرماتا ہے لہٰذا تم اپنے صحن صاف رکھو۔[1]

---

(1)۔۔۔ترمذی، ص: ۶۷۲، حدیث: ۲۷۹۹، طبع: الرسالۃ

شارحِ مشکاۃ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کی ظاہری باطنی پاکی پسند فرماتا ہے، بندے کو چاہیے کہ ہر طرح پاک رہے جسم، نفس، روح، لباس، بدن، اخلاق غرض کہ ہر چیز کو پاک صاف رکھے، اقوال، افعال، احوال عقائد سب درست رکھے۔ "اپنے صحن صاف رکھو" یعنی اپنے گھر تک صاف رکھو، لباس بدن وغیرہ کی صفائی تو بہت ہی ضروری ہے گھر بھی صاف رکھو وہاں کوڑا جالا وغیرہ جمع نہ ہونے دو۔ ہر طرح کی صفائی اسلام نے ہی سکھائی ہے۔ (1)

دنیوی اعتبار سے بھی گندگی کے کثیر نقصانات ہیں۔ صفائی کا خیال نہ رکھنے کے باعث کثیر بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں مثلاً ڈائریا، ٹائیفائڈ، ٹی بی اور جلدی بیماریاں خارش وغیرہ۔

لڑائی جھگڑے کا خاتمہ کریں!

کوئی بھی سمجھ دار شخص لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں کرتا بلکہ جھگڑالو شخص کے سائے سے بھی لوگ بھاگتے ہیں، کیوں کہ ایسے افراد جہاں بھی ہوتے ہیں لڑائی جھگڑے، مار پیٹ کر کے ماحول خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے نہ صرف علاقے اور شہر کا ماحول متأثر ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ سے ملک کو بھی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور لوگ ایسے علاقوں، شہروں اور ملکوں میں جانا پسند نہیں کرتے جہاں لڑائی جھگڑے کا ماحول ہوتا ہے، اسی لیے ملک کے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ خود اپنے آپ کو لڑائی جھگڑے سے بچائے اور دوسروں کو بھی منع کرے!

---

(1)۔۔۔ مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص۱۸۶ ملخصاً

نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے، جو بہت زیادہ جھگڑالو ہو۔[1]

جو شخص بے جا جھگڑتا ہے، وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! لڑائی جھگڑا کرنا کس قدر تباہ کن مرض ہے! لہٰذا بھلائی اِسی میں ہے کہ انسان لڑائی جھگڑوں کے نُقصانات کو اپنے پیشِ نظر رکھے اور لڑنے جھگڑنے سے بچتا رہے۔ بالفرض اگر کوئی بِلاوَجہ ہم سے جھگڑے بھی تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے غُصّے پر کنٹرول کرتے ہوئے حق پر ہونے کے باوُجود جھگڑے سے دُور رہیں۔ لڑائی جھگڑا کرنے میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ نقصان ہی نقصان ہے، لڑائی جھگڑوں کا نقصان صِرف لڑنے والوں کی ذات تک ہی مَحدود نہیں رہتا بلکہ اِس کی تباہ کاریوں کا ایسوں سے وابستہ اَفراد پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ لڑائی جھگڑے کے نُقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اِس کی نحوست انسان کو بہت سی نعمتوں سے محروم کروا دیتی ہے۔ مَثَلًا لڑائی جھگڑے کے دَوران کسی کا سَر پھٹتا ہے تو کسی کی آنکھ (Eye) پُھوٹتی ہے، کسی کا بازو ٹُوٹتا ہے تو کسی کے پاؤں میں چوٹ لگتی ہے، کسی کے مُہروں میں جھٹکا آجاتا ہے تو کسی کے دانت ٹُوٹ جاتے ہیں، کسی کا رِشتے دار یا دوست اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو کوئی خود ہی لُقمۂ اَجل بن کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک محفوظ رکھے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1)۔۔۔بخاری، کتاب المظالم، ج:۴، ص:۱۶۴۴، حدیث:۴۲۵۱، طبع: دار ابن کثیر

(2)۔۔۔الصَّمت لابن ابی الدنیا، باب ذم الخصومات، ص:۱۱۳، دار الکتاب العربی، بیروت

وطن سے محبت پر حدیث کی تحقیق

"حب الوطن من الإیمان" وطن سے محبت ایمان کی علامت ہے، کچھ لوگ وطن سے محبت کے متعلق اس جملے کو بطور حدیث ذکر کرتے ہیں، بلکہ بطور دلیل بھی پیش کرتے ہیں، اور حدیث کے طور پر یہ مشہور بھی ہے، لیکن محدثین کے نزدیک یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات:۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: «حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ» لم أقف عليه یعنی حدیث حب الوطن۔۔۔ پر میں واقف نہ ہوا۔[1]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات:۱۰۱۴) فرماتے ہیں: حَدِيثُ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ لَا أَصْلَ لَهُ عِنْدَ الْحُفَّاظ یعنی حدیث حب الوطن... کی محدثین کے نزدیک کوئی اصل نہیں۔[2]

حدیث کا حکم: "**حب الوطن من الایمان**"؛ ان الفاظ کے ساتھ کسی حدیث کا وجود نہیں، لہذا یہ حدیث موضوع ہے۔ کیوں کہ جمہور محدثین کی آراء و اقوال سے یہی ظاہر و باہر ہے۔ نیز اس کا ظاہری معنی بھی درست نہیں کیوں کہ وطن کی محبت اور ایمان کے درمیان تلازم نہیں۔

---

(1)۔۔۔الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة، ص:108، طبع: جامعة الملک سعود، الریاض

(2)۔۔۔المصنوع في معرفة الحديث الموضوع، ص:91، طبع: مؤسسة الرسالة- بیروت

وطن عزیز کی خوبیاں

الحمد للہ ربِّ کائنات نے ہمارے پیارے ملک ہندوستان کو کئی خصوصیات سے نوازا ہے، چند کو یہاں ذکر کرتے ہیں:

❖ معتدل موسم

ہندوستان کی آب وہوا اس کے جغرافیائی تنوع کی آئینہ دار ہے، یہاں تینوں موسم پائے جاتے ہیں نہ صرف گرمی نہ صرف سردی بلکہ ان دونوں کے ساتھ موسم بہار بھی اپنے جلوے لٹاتا ہے، ملک کی اکثریت ایک شدید گرم آب و ہوا کا سامنا کرتی ہے۔ اندرونی علاقے گیلے اور خشک گرم موسم کا امتزاج ظاہر کرتے ہیں، جب کہ شمالی حصے ایک گیلے گرم آب وہوا دکھاتے ہیں۔ گیلے شدید گرم علاقے مغربی ساحل کے ساتھ واقع ہیں، اور نیم خشک آب وہوا ملک کے مرکز اور شمال مغرب میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستانی گرمی کے برعکس، شمالی پہاڑی علاقوں بشمول سرد، بنجر، اور ہوا سے لپٹے ہوئے ہمالیہ میں شدید سردی دیکھی جاسکتی ہے۔

ہندوستان کے چار موسم سخت تغیرات کی نمائش کرتے ہیں، گرمیوں کے مہینوں (مارچ سے جون) کے ساتھ بعض علاقوں میں درجہ حرارت 40°C یا اس سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ شمال مشرقی اور مشرقی حصوں میں پری مون سون گرج چمک کے ساتھ طوفان عام ہے، جبکہ شمال مغربی ہندوستان کے میدانی علاقوں میں گرم اور خشک ہوائیں چلتی ہیں۔ مون سون کا موسم (جولائی تا ستمبر) ملک کی سالانہ بارش کا تین چوتھائی حصہ لاتا ہے۔ خزاں (اکتوبر سے دسمبر)

سردیوں میں منتقلی کی نشاندہی کرتا ہے، درجہ حرارت اور نمی آہستہ آہستہ کم ہونے کے ساتھ۔ موسم سرما (جنوری اور فروری) میں اوسط درجہ حرارت دیکھا جاتا ہے۔

شمال مغرب میں 10°C سے 15°C اور جنوب مشرق میں 20°C سے 25°C تک ہے۔ پہاڑی علاقوں میں شدید برف باری ان مہینوں کے دوران ہوتی ہے، درجہ حرارت صِفر سے نیچے گرتا ہے۔

❖ جغرافیہ

ہندوستان، دنیا کا ساتواں سب سے بڑا ملک، مناظر کی ایک بھرپور قسم پیش کرتا ہے۔ اس کے مشرقی، مغربی اور جنوبی ساحلوں پر خلیج بنگال، بحیرہ عرب اور بحر ہند سے متصل، ہندوستان کی سرحدیں بنگلہ دیش، چین، نیپال، بھوٹان، میانمار کے ساتھ بھی ملتی ہیں۔ اس کے جنوبی ساحل سے بالکل دور، سری لنکا اور بہت سے دوسرے جزیرے واقع ہیں۔ ملک کا جغرافیہ بڑی حد تک شمال میں طاقتور پہاڑوں، شمال مغرب میں صحرائے تھر، ہند گنگا کے میدان، جزیرہ نما سطح مرتفع اور ساحلی میدانوں میں تقسیم ہے۔

❖ معدنیات

اس میں تقریباً 35% راک فاسفیٹ، 20% لوہا (ہیمیٹائٹ)، 34% اپیٹائٹ، 9% اور ایلوسائٹ، 20% کوبالٹور، 15% کاپرور، 9% گریفائٹ، 7% کیانائٹ، 6% ہرباکسائٹ اور ٹائٹینیم معدنیات، ملک کے 5% نکل اور 4% چاندی کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

❖ اشیاءِ خورد و نوش

ہندوستان اپنی زرخیز زمین کی وجہ سے ہمیشہ ہی زرعی (پیداوار کے) لحاظ سے ایک امیر ملک رہا ہے۔ ہندوستان میں مٹّی کی مختلف ساخت اور پیداواری پائی جاتی ہے۔ تقریباً 58% ہندوستانی آبادی کے لیے، زراعت آمدنی کا بنیادی ذریعہ ہے۔

اس پیداواری شرح کی وجہ سے ہندوستان کی زرعی اجناس اب عالمی خوراک کی تجارت میں سال بہ سال تیزی سے حصہ ڈال رہی ہیں۔ اس زرخیزی کی نشو و نما میں بڑھتی ہوئی ٹیکنالوجی کی وجہ سے مزید اضافہ ہوا ہے جو کسانوں کو اپنی فصلوں کو بہتر طریقے سے اگانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اگائی گئی فصلوں، خاص طور پر چاول اور گندم کی کٹائی اور پروسیسنگ میں کم محنت اور کم وقت شامل ہے۔ ہندوستان میں مختلف قسم کی زرعی اجناس موجود ہیں۔ کچھ معروف اجناس اناج (باجرا، گندم، چاول، جوار وغیرہ)، دودھ (دودھ، انڈا، پنیر، مکھن، دہی وغیرہ)، مویشی، اور دیگر کھانے پینے کی اشیا ہیں جو پورے ملک کے لوگ بڑے پیمانے پر کھاتے ہیں۔

ہم محفوظ طریقے سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوستان میں پانچ میں سے ایک شخص اپنی روزی روٹی کے لیے زراعت پر منحصر ہے۔ زراعت چاہے ہمارے ملک کے مفاد کے لیے کی جائے یا خام مال کو بطور اجناس برآمد کیا جائے، دونوں صورتوں میں یہ ہماری مٹّی کی اعلیٰ زرخیزی کی بدولت بڑی مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ ہم بڑے پیمانے پر کپاس اگاتے ہیں اور اعلیٰ معیار کا ریشم تیار کرنے کے لیے ریشم کاشت کرتے ہیں۔ ریشم کی ایک وسیع رینج ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں پیدا ہوتی ہے اور صنعتی استعمال کے لیے بنائی جاتی ہے۔

چند پیداواروں کی تفصیل

* چاول خریف کی فصل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ چاول کی بڑے پیمانے پر کاشت، ملک کے کل کاشت شدہ رقبہ کے تقریباً ایک تہائی پر محیط ہے۔ چاول کی کاشت ہندوستان کے آدھے سے زیادہ مقامی باشندوں کو خوراک فراہم کرتی ہے، جو آبادی کی بنیادی خوراک بنتی ہے۔ یہ فصل ہندوستان کی تقریباً تمام مرکزی ریاستوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں چاول پیدا کرنے والی سب سے اوپر تین ریاستیں ہیں: (1) مغربی بنگال، (2) اتر پردیش، (3) اور پنجاب۔ ان ریاستوں کے علاوہ، ہندوستان میں کئی دوسری ریاستیں بھی ہیں جو کافی مقدار میں چاول پیدا کرنے کے لیے مشہور ہیں۔

* گندم ہندوستان میں چاول کے بعد دوسری سب سے زیادہ کاشت کی جانے والی فصل ہے۔ گندم کو بنیادی طور پر ربیع کی فصل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ گندم کی مصنوعات ملک کے زیادہ تر حصوں میں خاص طور پر ہندوستان کے شمال مغربی خطہ میں اہم غذا بنتی ہیں۔

* ہندوستان میں اگائی جانے والی چند اہم دالوں میں چنے، ارہر یا تور کی دال، اُڑد کی دال، مونگ کی دال، کلتھی دال، مسور کی دال، مٹر اور مزید اوپر بتائی گئی تمام دالوں میں سے صرف چند قسمیں مقامی لوگ کثرت سے استعمال کرتے ہیں، چنے اور تور یا ارہر کی دال کو ضروری دالیں مانا جاتا ہے۔

* ہندوستان دنیا میں کالی چائے کا سب سے بڑا پروڈیوسر، برآمد کنندہ اور صارف کے

طور پر جانا جاتا ہے۔ چائے کی وسیع اقسام ہندوستان کی 16 ریاستوں میں اگائی جاتی ہیں، یہ سب اپنے ذائقے میں منفرد ہیں۔ چائے کی کاشت کے لیے بھی سستے اور ہنر مند مزدور کی ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ زیادہ تر کٹائی ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ وہ ریاستیں جو زیادہ سے زیادہ چائے پیدا کرتی ہیں مغربی بنگال (بنیادی طور پر دار جلنگ)، آسام، تمل ناڈو، اور کیرلہ ہیں۔ ان ریاستوں کا ملک میں چائے کی کل پیداوار کا تقریباً 95 فیصد حصہ ہے۔

* غیر پروسیس شدہ خام چینی کی عالمی کاشت تقریباً 112 ملین ٹن ہے، کاشت کے رقبہ (93/3 میٹر ایکڑ) اور پیداوار (167 ملین ٹن) کے حساب سے دنیا کے سرِ فہرست گنے پیدا کرنے والے ممالک میں بھارت پہلے نمبر پر ہے۔ ہندوستان میں، ریاست اتر پردیش چینی کی کاشت کے لیے سب سے نمایاں علاقے پر محیط ہے، سب سے اوپر گنے پیدا کرنے والی ریاستیں مہاراشٹر، تامل ناڈو، کرناٹک، آندھرا پردیش، گجرات، ہریانہ، بہار اور پنجاب ہیں۔ ملک کی یہ نو ریاستیں سب سے زیادہ گنے پیدا کرنے والی ریاستیں ہیں۔

جنت نشاں کشمیر

کشمیر کی خوبصورتی پوری دنیا کے لیے مثال ہے۔ اسے دنیا کی ایک چھوٹی سی جنت کا بھی خطاب حاصل ہے۔ کشمیر دیکھنے میں بہت ہی زیادہ خوبصورت ہے اس کی خوبصورتی کسی بھی موسم میں کم نہیں ہوتی، اس خوبصورت جگہ کو دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے یہاں آتے ہیں اور خاص طور پر لوگ یہاں گرمیوں میں آتے ہیں کیوں کہ گرمیوں میں بھی یہاں کا موسم ٹھنڈا اور ہریالی سے بھرا ہوتا ہے۔ سردیوں میں یہاں ہر طرف برف

دیکھنے کو ملتی ہے اور لوگ برف کے گولے سے کھیل کر لطف اٹھاتے ہیں۔ پیڑوں پر لال لال سیب لگے ہوتے ہیں، یہاں جانے والا ہر شخص یہی کہتا ہے کہ واقعی کشمیر بہت خوبصورت اور قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔

کشمیر جس کی خوبصورتی اور قدرتی نظارے بے نظیر کہلاتے ہیں کیوں کہ کشمیر میں فصلوں کے لہلہاتے ہوئے کھیت، سر سبز اور شاداب گھانس کے میدان، پانی سے بھری ہوئی جھیلیں، گھنے جنگلات اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئی بے شمار اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں اور دیگر حسین مناظر لاکھوں سیاحوں کو بے شمار روپے خرچ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ وادیِ کشمیر کی مشہور و معروف جھیلیں، مثلاً ڈل جِھیل، مانسبل جِھیل، آچار جِھیل وغیرہ وغیرہ جو اپنے نظاروں اور خوبصورتی کے اعتبار سے برِّاعظم ایشیا میں بہت مشہور ہیں، یہ سبھی قدرت کے شاندار مناظر ہیں۔ چشمہ شاہی، ویری ناگ، اچھ بل، پہلگام، یہ چشمے اللہ پاک کی قدرت کی نشانیاں اور اس کی قدرت کا شاندار نظارہ پیش کرتے ہیں، ان چشموں کا میٹھا پانی صاف شفاف ہے۔

ہندوستانی ترنگا

ہندوستان کا قومی پرچم تین مختلف رنگوں کی پٹّیوں پر مشتمل ہے، جو زعفرانی، سفید اور سبز رنگوں کی ہیں۔ اس پرچم کے درمیان میں نیلے رنگ کا اشوک چکر ہے جو وسطی سفید پٹی پر نظر آتا ہے۔ اس پرچم کو ڈومنین بھارت کے اجلاس مورخہ 22 جولائی / 1947ء کے موقع پر اختیار کیا گیا اور بعد ازاں جمہوریہ ہندوستان کے قومی پرچم کے طور پر اسے

برقرار رکھا گیا۔ ہندوستان میں لفظ ترنگا سے مراد ہمیشہ اسی پرچم کو لیا جاتا ہے۔ یہ پرچم سوراج کے جھنڈے سے مشابہت رکھتا ہے جو انڈین نیشنل کانگریس کا جھنڈا تھا اور اس کو بنانے والے پنگلی ونکیا تھے۔

26 جنوری اور 15 اگست کو کیا ہوا؟

15August: یوم آزادی ہندوستان میں ہر سال 15 اگست کو قومی تعطیل کے طور پر منایا جاتا ہے۔ سنہ 1947 میں اسی تاریخ کو ہندوستان نے ایک طویل جدوجہد کے بعد مملکت متحدہ سے آزادی حاصل کی تھی۔ برطانیہ نے قانون آزادی ہند 1947ء کا بل منظور کر کے قانون سازی کا اختیار مجلس دستور ساز کو سونپ دیا تھا۔ یہ آزادی تحریک آزادی ہند کا نتیجہ تھی جس کے تحت انڈین نیشنل کانگریس کی قیادت میں پورے ہندوستان میں تحریک عدم تشدّد میں عوام نے حصہ لیا اور اس جدوجہد میں ہر کس و ناکس نے اپنا تعاون پیش کیا۔ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ تقسیم ہند کا واقعہ بھی پیش آیا اور برطانوی ہند کو دو ڈومینین میں تقسیم کر دیا گیا۔ 15 اگست سنہ 1947ء کو انڈیا کے وزیر اعظم نے دہلی میں واقع لال قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بھارت کا نیا پرچم لہرایا۔ اسی دن ہر سال بھارت کے وزیر اعظم بھارتی پرچم لہراتے ہیں اور ملک کو خطاب کرتے ہیں۔ اس دن پورے ملک میں اسکول، مدارس و جامعات اور دیگر مقامات پر قومی تعطیل منائی جاتی ہے اور جگہ جگہ پرچم کشائی اور دیگر رسمی تقریبات کے ذریعہ جشن آزادی منایا جاتا ہے۔

ہے محبت اس وطن سے اپنی مٹی سے ہمیں
اس لیے اپنا کریں گے جان و تن قربان ہم

26 جنوری: یوم جمہوریہ ہندوستان کی ایک قومی تعطیل ہے جسے ملک بھر میں منایا جاتا ہے۔ اس دن حکومت ہند ایکٹ جو 1935ء سے نافذ تھا منسوخ کر کے آئین ہند کا نفاذ عمل میں آیا اور آئین ہند کی عمل آوری ہوئی۔

دستور ساز اسمبلی نے آئین ہند کو 26 نومبر 1949ء کو اخذ کیا اور 26 جنوری 1950ء کو نافذ کرنے کی اجازت دے دی۔ آئین ہند کے نفاذ سے بھارت میں جمہوری طرز حکومت کا آغاز ہوا۔

دل سے نکلے گی نہ مر کر بھی وطن کی الفت
میری مٹی سے بھی خوشبوئے وفا آئے گی

آزادیٔ ہند میں علمائے اہل سنت کا کردار

پیارے اسلامی بھائیو! دنیا میں مسلمانوں نے اپنی قوم، اپنے ملک و وطن کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں، اسی طرح جب ہندوستان سے انگریزوں کو سات سمندر پار واپس بھیجنے کا معاملہ آیا تو مسلمانوں نے اپنا تن من، دھن سب کچھ داؤ پر لگا دیا، ٹیپو سلطان نے جو قربانیاں پیش کیں، ۱۸ ویں صدی کی تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی، ٹیپو سلطان انگریزوں کے لیے آخری قلعہ ثابت ہوئے، انگریزوں کا تسلط جب پورے ہندوستان پر ہو گیا، اس کے بعد انگریزوں نے جو بربریت اور ظلم و ستم کی داستان مسلمانوں کے خون سے لکھی وہ یقیناً بُھلائی نہیں جا سکتی، ہندوستان کی آزادی کے لیے ملک کی ہر قوم جد وجہد میں لگی ہوئی تھی مگر سوال یہ تھا کہ پہل کون کرے؟ جب ہندوستانی عوام اسی کشمکش کا شکار تھی

اس وقت دہلی کی جامع مسجد سے ایک آواز انگریزوں کے خلاف مزاحمت کی بلند ہوئی یہ آواز قائد آزادی استاذ مطلق حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃُ اللہ علیہ کی تھی، آپ ہی نے وسیع پیمانے پر سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف مزاحمت کا علم بلند کیا، علما سے اس کی فرضیت پر فتوی لیا، جس پر اسی وقت دہلی کے ۳۳ علمائے حق نے دستخط ثبت کیے، جس کے نتیجے میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی رونما ہوئی، جسے انگریزوں نے **غدر** کہا، جس میں قائدین و آزادی کے علمبر داروں کی بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی، لاکھوں عوام اہل سنت نے اپنا خون نذر کر کے **حب الوطنی** (وطن سے محبّت) کا ثبوت پیش کیا، ہزاروں کی تعداد میں علما شہید کیے گئے، لاکھوں آزادی کے علمبر دار سولی پر لٹکائے گئے، آزادی کے علمبر دار مسلمانوں کی فہرست کافی طویل ہوتی گئی پھر ہمارا ملک ہندوستان آزاد ہوا۔ آج ہندوستان کی دھرتی اگر سر سبز و شاداب ہے تو اس ہریالی کے پیچھے مسلمانوں کا بہتا لہو بھی کار فرما ہے، حرارتِ ایمانی سے گرم خون ہی نے اس مٹی کو زرخیز بنا رکھا ہے۔

(جب انگریزوں کی جانب سے ظلم و ستم بڑھنے لگا تو مختلف لوگوں نے ایکشن لینا شروع کیا) اس وقت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃُ اللہ علیہ "الور" میں موجود تھے، "الور" سے آپ کو بلایا گیا، اب تک صرف چند فوجی بغاوت پر آمادہ تھے لیکن علامہ فضل حق خیر آبادی جب تشریف لائے اور بادشاہ سے ملاقات کی اور دہلی کی با اثر شخصیت جنرل بخت خاں کے ساتھ مل کر آپ نے لوگوں کو مزاحمت پر ابھارا، مزاحمت پر ابھارنے کی جو کوشش و کاوش آپ کی رہی وہ کچھ اس طرح سامنے آتی ہے۔

(۱) علامہ فضل حق خیر آبادی نے دہلی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد سب سے

پہلے انگریزوں کے خلاف ایک زبردست تقریر کی، اور اسی تقریر میں لوگوں کو انگریزوں سے جنگ پر آمادہ کیا، اس کی فرضیت و اہمیت سے روشناس کرایا۔ اس تقریر سے آپ نے عام مسلمانوں میں جنگ آزادی کی خاطر جوش و جذبہ پیدا کر دیا۔

(۲) اس کے ساتھ علامہ فضل حق خیر آبادی نے ایک دوسری کاوش یہ انجام دی کہ اسی روز نماز جمعہ کے بعد ایک استفتاء یعنی سوال نامہ مرتب کیا اور وہ سوال نامہ اس وقت کے اکابر اور جید علما کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس سوال نامے میں یہی تھا کہ انگریز جو ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ رکھتا ہے اور اسلامی شعار کو مٹا رہا ہے اسلامی تعلیمات کو بند کر رہا ہے عورتوں کے حجاب پر پابندی نافذ کر دی ہے، مسلمانوں کی ختنہ پر پابندی لگا دی ہے، کیا ایسے وقت میں مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ فرض ہے یا نہیں؟

جب یہ استفتاء پیش ہوا اس وقت جتنے اکابر علمائے اہل سنت و جماعت جامع مسجد دہلی میں موجود تھے ان سب نے فتوی دیا کہ آج کی حالت ایسی ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا فرض ہے۔

مولانا شاہ احمد اللہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی دیکھ لیں آپ عالم ہی نہیں شیخ طریقت بھی تھے آپ کے ہزاروں مریدین تھے آپ نے اپنے بے شمار مریدوں کو اکٹھا کیا سب کو فوجی تربیت دی، انگریزوں کے خلاف لڑائی لڑی، مزاحمت کرتے ہوئے لکھنؤ تک پہنچ گئے، آدھے لکھنو پر قبضہ بھی کر لیا تھا لیکن پھر ہوا یہ کہ ایک نااہل شخص جو کہ انگریزوں کے ساتھ مل چکا تھا اس کی وجہ سے مولانا شاہ احمد اللہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ کو آدھے مقبوضہ لکھنؤ سے ہاتھ دھونا پڑا اور آپ شہید ہو گئے۔

اسی طرح مولانا لیاقت علی الہ آبادی رحمۃُ اللہ علیہ کو بھی دیکھیں آپ بھی عالم و شیخ طریقت تھے، آپ کے ہزاروں مریدین تھے، آپ نے بھی اپنے مریدین کو جنگ آزادی کے لیے آمادہ کیا اور خود بھی ان کے ساتھ مل کر جنگ آزادی میں حصہ لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ بعد میں علامہ لیاقت علی الہ آبادی کو بھی گرفتار کیا گیا اور آپ کو بھی جزیرہ انڈمان بھیج دیا گیا جسے کالا پانی بھی کہا جاتا ہے، وہیں پر مولانا لیاقت علی صاحب الہ آبادی کی قبر آج بھی موجود ہے۔

ایسے ہی مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃُ اللہ علیہ ہیں، یہ بھی اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر عالم دین گزرے ہیں، آپ نے اپنے قیام بریلی کے دوران انگریزوں کے خلاف جنگ کا فتوی دیا تھا، وہی فتویٰ بغاوت سرد ہونے کے بعد جب انگریزوں تک پہنچا تھا تو انگریزوں نے آپ کو بھی گرفتار کر لیا اور کالا پانی کی سزا دی۔

اسی طرح مفتی کفایت علی کافی مرادآبادی رحمۃُ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے بھی انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور ان کو بھی انگریزوں نے پھانسی کی سزا دی تھی۔ جب انگریز آپ کو پھانسی کے لیے لے جا رہے تھے اس وقت آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے:

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حَسَن رہ جائے گا
نامِ شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام ونشانِ پنجتن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دَم کا چہچہا
بلبلیں اُڑ جائیں گی، سوٗنا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا، تن بدن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

جنگ آزادی کے قائدین علما میں سے یہ چند کا مختصر تعارف ہے نام تو بہت سارے ہیں مگر یہ مختصر رسالہ اجازت نہیں دیتا، بس ایک آخری نام پیش کر دوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃُ اللہ علیہ کے دادا مفتی رضا علی خان صاحب رحمۃُ اللہ علیہ نے بھی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا ہے، آپ بریلی میں بیٹھ کر آزادی کے علمبرداروں کو گھوڑے، اوزار و ہتھیار بھیجا کرتے تھے، ساتھ ہی کھانے پینے کے سامان بھی بھیجا کرتے تھے اور یہ ساری چیزیں انگریزوں سے چھپا کر بھیجی جاتی تھیں ورنہ انگریز ان پر غاصبانہ قبضہ کر سکتے تھے۔

مگر نتیجہ یہ ہوا کہ غداروں کی وجہ سے یہ جنگ آزادی ظاہراً کامیاب نہ ہو سکی اور ہمارے ان اجلہ اکابر علما کو طرح طرح کی سزائیں دی گئیں، تاریخ کہتی ہے کہ انگریزوں کے مکمل تسلّط کے بعد جب گلیوں کو دیکھا جاتا تو گلیوں میں لاشیں پڑی ہوئی نظر آتیں،

درختوں کو دیکھا جاتا تو اس پر لاشیں لٹکتی ہوئی نظر آتیں۔ غرض یہ کہ ظلم و ستم کا کوئی ایسا شعبہ نہ تھا جسے انگریزوں نے چھوڑ دیا ہو اور یہ سارے ظلم و ستم سب سے زیادہ مسلمانوں پر ڈھائے گئے تھے کیوں کہ انہیں سب سے زیادہ خدشہ اور ڈر مسلمانوں ہی سے تھا کہ ہماری حکومت کی بساط اگر کوئی پلٹ سکتا ہے تو وہ مسلمان ہے، اس لیے انھوں نے سب سے زیادہ ظلم و ستم مسلمانوں پر ڈھائے تھے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کریں کہ کتنے علمائے اہل سنت کو آزادی کے لیے جنگ کا فتویٰ دینے اور اس پر آواز بلند کرنے پر جزیرہ انڈمان بھیج دیا گیا وہاں کا منظر کیسا تھا؟ چند جملے علامہ فضل حق خیر آبادی کی زبانی سنیے، الثورۃ الہندیہ میں آزادی کے علمبرداروں پر ہونے والے ظلم و ستم کی لمبی چوڑی داستان سنانے کے بعد کہتے ہیں:

پھر ترش رو دشمن کے ظلم نے مجھے دریائے شور کے کنارے ایک بلند و مضبوط، ناموافق آب وہوا والے پہاڑ پر پہنچا دیا، جہاں سورج ہمیشہ سر پر رہتا تھا، اس میں دشوار گزار گھاٹیاں اور راہیں تھی جنھیں دریائے شور (کالا پانی) کی موجیں ڈھانپ لیتی تھیں، اس (جزیرہ انڈمان) کی نسیم صبح بھی گرم و تیز ہوا سے زیادہ سخت اور اس کی نعمت زہر ہلاہل سے زیادہ مضر تھی، اس کی غذا حنظل سے زیادہ کڑوی، اس کا پانی سانپوں کے زہر سے بڑھ کر ضرر رساں، اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا، اس کا بادل رنج و غم برسانے والا، اس کی زمین آبلہ دار، اس کے سنگریزے بدن کی پھنسیاں اور اس کی ہوا ذلّت و خواری کی وجہ سے ٹیڑھی چلنے والی تھی، ہر کوٹھری پر چھپر تھا جس میں رنج و مرض بھرا ہوا تھا، میری

---

(1)۔۔۔جنگِ آزادی میں علماے اہل سنت، ص:۱۵، ۲، ۱تا۲۰

آنکھوں کی طرح ان کی چھتیں ٹپکتی رہتی تھیں، ہوا بدبودار اور بیماریوں کا مخزن تھی۔

جب کوئی ان (قیدیوں میں سے) مر جاتا ہے تو نجس و ناپاک خاکروب جو درحقیقت شیطان خناس یا دیو ہوتا ہے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا غسل و کفن کے بغیر اس کے کپڑے اتار کر ریت کے تودے میں دبا دیتا ہے، نہ اس کی قبر کھودی جاتی ہے نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

یہ کیسی عبرت ناک اور الم انگیز کہانی ہے، یہ واقعہ ہے کہ اگر میت کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا تو اس جزیرہ میں مر جانا سب سے بڑی آرزو ہوتی اور اچانک موت سب سے تسلّی بخش تھی، اور اگر مسلمان کی خودکشی مذہب میں ممنوع اور قیامت کے دن عذاب و عقاب کا باعث نہ ہوتی تو کوئی بھی (مسلمان) یہاں مقید و مجبور بنا کر ناقابل برداشت تکالیف نہ دیا جاتا اور ایسی مصیبتوں سے نجات پانا اس کے لیے بڑا آسان ہوتا۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! اس سے اندازہ کریں کہ ہمارے پیارے ملک ہندوستان کی آزادی کے لیے علمائے کرام نے کس قدر مشقتیں اور پریشانیاں برداشت کی ہیں، ہمیں ان علما کی قربانیوں کو خود بھی یاد رکھنا چاہیے اور مختلف مواقع (جیسے: ۲۶ جنوری، ۱۵ اگست وغیرہ) پر ان کی قربانیوں کو بیان کرنا چاہیے۔

وطن سے محبت کے تقاضے

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارا پیارا وطن ہندوستان ہماری پہچان ہے، ہم دنیا کے کسی بھی خطے میں چلے جائیں ہماری پہچان اسی سے ہے اور ہم ہندی مسلمان ہی کہلائیں گے۔ یہ وطن

---

(1)۔۔۔باغی ہندوستان: ص، 77 تا 79۔ ناشر: المجمع الاسلامی، مبارک پور۔ اشاعت، 2011ء

ہمارے لیے ایک گھر کی مانند ہی نہیں بلکہ حقیقتاً ایک گھر ہے۔ وطنِ عزیز ہندوستان کی صورت میں اللہ کریم نے ہمیں جو نعمت دی ہے اس کا زبان سے شکر ادا کرنا اور عملی طور پر شکرانے کے تمام پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ کسی بھی ہندوستانی شخص سے پوچھا جائے کہ کیا آپ کو اپنے وطن سے محبّت ہے تو یقیناً اس کا جواب "ہاں" میں ہو گا۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہی تو وہ گھر ہے جہاں ہم آزادی کے ساتھ سانس لیتے ہیں، اللہ کریم کی عبادت بلا کسی خوف و خطر کرتے ہیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں گلی گلی محفلیں منعقد کرتے، اولیا و اسلافِ کرام کی عظمتیں بیان کرتے اور دینی تعلیمات بلا کسی روک ٹوک سیکھتے سکھاتے ہیں۔ یہ آزادی ہی کی برکت ہے کہ ہمارے ہر علاقے میں ایک بلکہ کہیں تو دو سے بھی زائد مساجد آباد ہیں، مسجدوں کے اسپیکروں سے پانچ وقت "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا الله" اور "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله" کی پُر کیف صدائیں سنتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ ربُّ العزّت کی اس نعمت سے محبت کے کچھ تقاضے اور اس نعمتِ عظمٰی کے شکرانے کی کچھ صورتیں ہیں چنانچہ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان تقاضوں کو پورا کرے اور ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا اپنا حصہ ملائے۔

وطن سے محبت کا تقاضا ہے کہ

* ہم شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے ملک ہندوستان کے قوانین پر عمل کریں۔
* ٹریفک قوانین کی پابندی کریں اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے اپنے ملک "ہندوستان" کی فضا کی حفاظت کی کوشش کریں۔ گاڑیوں کی وہ تمام خرابیاں جن کی وجہ سے فضا میں دھواں پھیلتا ہے انہیں درست کروائیں۔

* اپنے ملکِ عزیز کی سڑکوں پر ایسا سامان مثلاً سریا، لوہے کے بڑے بڑے اوزار وغیرہ نہ گھسیٹیں جو ان کے ٹوٹنے اور خراب ہونے کا باعث بنے۔

* روڈ، ٹرین کی پٹری، بجلی کے تار اور گیس کے پائپ وغیرہ کہیں سے خراب ہوں اور اس سے ملکِ عزیز اور ہم وطنوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو متعلقہ گورمنٹ ادارے کو اس کی اطلاع ضرور دیں۔

* کچرا وغیرہ سڑکوں اور گلیوں میں پھینک کر اپنے وطن کی خوبصورتی تباہ اور بیماریوں میں اضافہ نہ کریں ہم ہندوستانی بھی ہیں اور مسلمان بھی، مسلمان کے لیے طہارت، پاکیزگی اور صفائی وستھرائی کا حکم ہے بلکہ ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

* وطن کے لوگوں کو کسی بھی معاملے میں ہماری مدد کی ضرورت ہو تو جہاں تک ممکن ہو ان کے کام آئیں، روڈ ایکسیڈنٹ میں ان کا سہارا بنیں، غریب ہم وطنوں کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔

* کسی ہم وطن کی کوئی گری ہوئی چیز ملے تو اسے بحفاظت اس کے مالک تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

* خریداری میں اپنے ملکِ عزیز ہندوستان کی پروڈکٹس کو ترجیح دیں، بلاوجہ ملکی مصنوعات کی برائی نہ کریں، بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ملک کی مصنوعات خریدنے کا ذہن دیں۔

* سرکاری ادارے اور ان کا سامان ہمارے وطنِ عزیز کا سامان ہے، اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

* اگر آپ سرکاری ملازم ہیں تو یاد رکھیں کہ آپ اس وطنِ عزیز کے خصوصی نمائندے ہیں، اس لیے آپ کے لیے زیادہ ضروری ہے کہ اس کی املاک و اشیاء کا درست استعمال کریں۔

* گلیوں میں سٹریٹ لائٹس وغیرہ جلتی ہیں اور اس کے لیے یقیناً ہمارے ملک ہندوستان کی بجلی خرچ ہوتی ہے، وطن عزیز کی محبت کے تقاضے کے پیشِ نظر کوشش کریں کہ کہیں بھی فضول جلتی ہوئی لائٹ ملے مثلاً دن کا اجالا پھیل چکا ہے اور لائٹیں ابھی جل رہی ہیں تو انہیں آف کریں یا کروائیں۔

* وطنِ عزیز ملک ہندوستان کے علمائے اہلِ سنّت، عاشقانِ رسول کے مدارس، جامعات اور دینی ادارے دینی تعلیمات دینے کے ساتھ ساتھ اپنے وطن سے پر خلوص محبت کا درس بھی دیتے ہیں، ہمیں دین اور وطن دونوں کی ضرورت ہے چنانچہ اپنے بچوں کو ان دینی اداروں میں تعلیم دلوائیں، ان دینی اداروں کے ساتھ تعاون کریں، ان کی آباد کاری اور خوشحالی حقیقتاً اپنے وطنِ عزیز کے محبین و وفادار افراد بڑھانے کے مترادف ہے۔

* اگر آپ دوسرے ملک میں مقیم ہیں تو وہاں کسی بھی ایسی ایکٹویٹی کا حصہ نہ بنیں جو آپ کے ملکِ عزیز کی بدنامی کا سبب بنے۔

* تاجروں اور سیٹھوں کو چاہیے کہ اپنے ملازمین کا حق نہ دبائیں، جب کہ ملازمین کو چاہیے کہ سُستی، کام چوری اور اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ کریں، جب ہم سب اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے، دوسروں کے حقوق ادا کریں گے تو ایک مضبوط اور باہم محبت رکھنے والا معاشرہ پیدا ہو گا، یہی معاشرہ وطنِ عزیز کی ترقی کا سبب بھی بنے گا۔

✽ کسی فرد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے سبب وطن عزیز کے پورے پورے اداروں اور محکموں کو بُرا بھلا نہ کہیں، اسی طرح آپ کے کسی ذاتی معاملے پر زَد پڑنے سے وطن عزیز کو بُرا مت کہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کہیں کوئی لاقانونیت دیکھی، کسی سرکاری یا نجی ادارے کی کوتاہی و ناکامی دیکھی، کہیں ٹریفک قوانین ٹوٹتے دیکھے تو جھٹ "ارے یہ ہندوستان ہے، یہاں ایسا ہی چلے گا" جیسے نامناسب جملے کہتے ہیں، یہ اپنی ہی چھت میں چھید کرنے والی بات ہے۔

✽ وطنِ عزیز کا کوئی فرد اگر کوئی غلط حرکت کرے، معاشرتی، معاشی یا اخلاقی اعتبار سے قابلِ گرفت معاملات میں شامل ہو تو اسے سمجھانے، راہِ راست پر لانے اور اگر ضروری ہو تو اس سے اوپر کے ادارے یا فرد کو اطلاع دینے کی کوشش ضرور کریں مگر اس کی ویڈیو اور تصویریں بنا کر، پوسٹیں لکھ کر سوشل میڈیا پر عام نہ کریں، کیوں کہ اگر وہ شخص گناہ کر رہا ہے تو اس طرح وائرل کرنے سے ایک تو گناہ کی اشاعت ہو گی جو خود گناہ ہے اور دوسرا اپنے ہی وطن کی بدنامی ہو گی۔

اللہ پاک ہمیں اپنے وطن سے محبت اور اس کی تعمیر و ترقی کے لیے خوب محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

اہل سنت کے تاریخی مدارس

علم کی اہمیت و افادیت اور ضرورت کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے۔ خود جاہل شخص بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میری غفلت تھی کہ علم نہ سیکھ سکا مگر علم سیکھنا چاہیے!

علم سے ہی بندے کو امتیاز حاصل ہوتا ہے اور دین و دنیا میں سرخروئی اس کا مقدر

ہوتی ہے۔ دین اسلام نے علم سیکھنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دلائی ہے، قرآن و حدیث کو پڑھنے والا جانتا ہے کہ علم کی کتنی اہمیت و فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔[(1)]

اس آیت سے علم اور علمائے کرام کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم والوں کو بے علموں سے ممتاز فرمایا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "طَلَبُ الْعِلْمِ فریضَة علی کُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ". ترجمہ: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ طالب علم کے لیے ہر چیز استغفار (دعائے مغفرت) کرتی ہے حتی کہ سمندر میں مچھلیاں بھی۔[(2)]

ملا علی قاری رحمۃُ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: اس علم سے مراد وہ علم ہے جس سے جاہل رہنا جائز نہیں، یا وہ علم جس کی اسے ضرورت ہو، اور اتنا علم سیکھنا فرض ہے جو اسے کافی ہو۔[(3)]

شروع سے ہی علم سیکھنے سکھانے کے لیے باقاعدہ سے مدارس و جامعات قائم ہوتے رہے ہیں تاکہ شائقین علم اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔ اس سلسلے میں ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی کئی

---

(1)۔۔۔پ ۲۳، الزمر: ۹

(2)۔۔۔کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ج:۱۰، ص:۱۳۱، الحديث: ۲۸۶۵۳، طبع: مؤسسة الرسالة

(3)۔۔۔شرح مسند أبي حنيفة، ج:1، ص:538، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

مدارس قائم ہوئے اور اب بھی آئے دن مدارس قائم ہوتے جارہے ہیں۔

ہندوستان میں باضابطہ دینی مدارس کا آغاز محمود غزنوی (رحمۃُ اللہ علیہ) کے دور سے سمجھنا چاہیے۔ یہ بادشاہ چوں کہ علم دوست اور علما سے محبت اور ان کی خدمت کرنے والا تھا۔ اس لیے اسے مدارس و مساجد کی تعمیر کا شوق دامن گیر ہوا۔ تاریخوں میں ملتا ہے کہ ۱۰۱۸ھ میں فتح قنوج سے غزنی واپسی کے بعد انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اس نے مسجد و مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ دینی مدارس کے فارغین علما نے آزادیِ ہند میں کس طرح اپنا کردار ادا کیا اس کو آپ نے ماقبل "آزادیِ ہند میں علمائے اہل سنت کا کراد" کے ضمن جان لیا، یہ علما و فضلا انہیں مدارس سے فارغ ہوئے، یہیں وطن سے محبت کا درس بھی لیا، یہیں اپنی علمی صلاحیت و قابلیت کو نکھارا اور وطن اور اہل وطن کے لیے عظیم خدمات پیش کیں۔

سلطان محمود کے بعد جب اس کا لڑکا شہاب الدین مسعود تخت نشین ہوا تو اس نے باپ کا طریقہ کار اپنایا اور حدود مملکت میں بکثرت مدارس قائم کیے۔

محمد تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی کے اندر ایک ہزار مکاتب اور مدارس تھے۔ اس کے دور حکومت میں اور پھر اس کے بعد مغل سلطنت میں پورا ملک علم، علما، دارالعلوم اور دانش گاہوں کا گہوارہ بن گیا تھا۔ اس دور میں مدارس کی عظمت اور علم کی قدردانی کا عالم یہ تھا کہ حضرت شیخ یحیٰ دہلوی نے اپنی موت سے قبل یہ وصیت کی تھی کہ انہیں ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں دینی مدارس کے طلبہ اپنے جوتے اتارتے ہوں۔ الغرض مسلم سلاطین نے دینی مدارس کے قیام میں دلچسپی لے کر پورے ہندوستان میں مدارس کا فیضان عام کر دیا، سلطان محمد تغلق نے جب نئ دہلی خرم آباد کو آباد کیا تو قلعہ خرم آباد میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر بھی عمل میں آئی۔

فیروز شاہ نے اپنی تالیف ”فتوحات فیروز شاہی“ میں تیس مدرسوں میں خانقاہوں اور پانچ شفاخانوں کا ذکر کیا ہے ان مدرسوں میں سب سے بڑا مدرسہ مدرسہ فیروز شاھی تھا۔ ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں سلطان معزالدین کے نام منسوب مدرسہ معزی کا ذکر ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی کے شروع ہی میں مل جاتا ہے، یہ مدرسہ سلطان شمس الدین التمش نے قائم کیا تھا۔

دہلی میں دوسرا مدرسہ مدرسہ ناصریہ کے نام سے بھی تھا جس کا نام سلطان شمس الدین التمش کے بیٹے سلطان ناصر الدین کے نام پر رکھا گیا تھا۔

شیر شاہ سوری نے بھی اپنے دور حکومت میں تعلیم کے لئے بہت کچھ کیا۔ اس نے جتنے مدرسے قائم کیے ان میں نارنول ضلع پٹیالہ کا مدرسہ جو شیر شاھی مدرسہ کے نام سے مشہور تھا، یہ بہت عظیم الشان تھا۔

یہ مدرسہ ۱۵۲۰ء میں اس کی تخت نشینی سے قبل قائم ہوا تھا۔ بادشاہ جہانگیر خود بھی فاضل تھا اور اہل علم کا بڑا قدردان بھی تھا۔ اس بادشاہ کی تعلیم سے رغبت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس نے ان تمام مکاتب اور مدارس کی مرمت کرائی جو پرندوں اور جانوروں کے مسکن بنے ہوئے تھے۔ اسے اساتذہ اور طلبہ کے رہنے کے قابل بنایا اس کے دور میں شاہی کتب خانوں میں نہایت اہم اور قیمتی کتابوں کے اضافے ہوئے۔

اورنگ زیب نے اپنی مملکت کے اندر اپنے دور حکومت میں بے شمار اسکول قائم کیے۔ انہیں چوں کہ دینی علوم اور فقہ اسلامی سے حد درجہ شغف تھا اس لیے شاہی کتب خانہ میں بہت سی اہم کتابیں دینیات، فقہ اسلامی اور دوسرے علوم پر ان کے حکم سے جمع

کی گئیں۔[1]

یہاں چند تاریخی مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

* **مدرسہ خیر آباد:** ہندو پاک میں گیارہویں صدی ہجری کے بعد معقولات کی درس و تدریس کے اکثر سلسلے ملا نظام الدین فرنگی محلی (رحمۃُ اللہ علیہ) کے توسط سے آگے بڑھتے ہیں، جو درس نظامی کے بانی ہیں، ان کے دو واسطوں سے شاگرد ملا اعلم سنڈیلوی (رحمۃُ اللہ علیہ) نے اخذ علم کیا، ملا اعلم سنڈیلوی اپنے زمانے کے باکمال مدرس اور معقولی تھے، فضل و کمال کا یہی وہ نخل بار آور ہے جس سے خیر آباد کی وہ شاخ نکلی ہے جو پھیل کر خود ایک مستقل سلسلہ بن گئی، اور جو سلسلہ خیر آباد کے نام سے مشہور ہے۔ ملا محمد اعلم سنڈیلوی (رحمۃُ اللہ علیہ) کے تلامذہ میں مولانا عبد الواجد خیر آبادی (رحمۃُ اللہ علیہ) کا نام اہمیت رکھتا ہے، جن سے مولانا فضل امام خیر آبادی (رحمۃُ اللہ علیہ) نے کسب فیض کر کے مدرسہ خیر آباد کی بنیاد ڈالی، ان کے قابل فخر فرزند اور علمی جانشین علامہ فضل حق خیر آبادی ہوئے، جن کی ذات سے بر صغیر میں منطق و فلسفہ اور حکمت و کلام کا ایک مستقل باب وجود میں آیا۔ مولانا فضل حق خیر آبادی (رحمۃُ اللہ علیہ) کے تلامذہ اور تلامذہ در تلامذہ نے سارے ملک میں پھیل کر علوم معقول کو بڑی رونق دی۔

* **مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ:** ”دینی مدارس اور عصر حاضر کے تقاضے“ ص:۵۸ پر ہے: لکھنؤ صدیوں سے علوم اسلامیہ کا وارث رہا ہے۔ وہاں کی سب سے قدیم ترین درسگاہ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل ہے جس کی بنیاد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃُ اللہ علیہ کے عہد میں پڑی

---

(1)۔۔۔دینی مدارس اور عصر حاضر کے تقاضے، ص:۵۱ تا ۵۶

تھی۔ اس درس گاہ نے علوم وفنون کے متعدد ماہرین پیدا کیے۔

* **مدرسہ محدث دہلوی:** حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃُ اللہ علیہ نے ۱۰۷۰ھ / ۱۶۶۰ء میں دہلی میں مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی۔ جس میں آپ اپنی وفات ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء تک تدریس فرماتے رہے۔ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃُ اللہ علیہ کے بعد ان کے فرزند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ اپنے انتقال ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء تک مدرسہ رحیمیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے صاحبزادگان حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی، حضرت شاہ عبد القادر دہلوی اور حضرت شاہ عبد الغنی دہلوی نے ”مدرسہ رحیمیہ“ دہلی میں تدریس فرمائی۔ ان چاروں بھائیوں میں سب سے آخر میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء میں وفات پائی۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی کا فیضان جاری ہوا، جو ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء تک دہلی میں تدریس فرماتے رہے۔

* **مدارسِ جون پور:** اسلامی عہد حکومت میں جون پور کی تعلیمی و علمی اہمیت اس درجہ ممتاز تھی کہ اس کو ”**شیراز ہند**“ کا لقب دیا گیا، شاہ جہاں فخریہ کہا کرتا تھا کہ: پورب شیراز ماست، اور خاص جونپور کو اس نے شیراز ہند کا خطاب دیا تھا، ہندوستان کے مشہور بادشاہ شیر شاہ نے اسی علمی سرزمین کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔

۸۴۵ھ یا ۸۵۶ھ میں بی بی راجہ بیگم نے جون پور میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسہ

بی بی راجہ بیگم کے نام سے موسوم ہوا۔ اور بھی جون پور میں کئی تاریخی مدارس ہیں جن میں ایک نام "اعجاز العلوم کھیتا سرائے" کا بھی ہے۔

*** مدرسہ عالیہ رام پور:** رام پور (یوپی) کی برصغیر اور دوسرے ملکوں میں شہرت کی بڑی وجہ مدرسہ عالیہ ہی تھا۔ مدرسہ عالیہ کا قیام نواب فیض اللہ خاں کے عہد میں بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی (رحمۃُ اللہ علیہ) کے رام پور آنے پر ہوا، جو حافظ رحمت خاں کی شہادت صفر ۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ء کے بعد نواب فیض اللہ خاں بانی ریاست کی استدعا پر شاہ جہاں پور سے رام پور آگئے، اور مدرسہ محلہ میں مسند درس کو رونق دی۔ مولانا کی مسند درس کی وجہ سے ہی یہ مدرسہ محلہ کہلایا۔ اس زمانے تک اس مدرسے کا نام مدرسہ عالیہ نہیں ہوا تھا، بلکہ صرف مدرسہ یا زیادہ سے زیادہ مدرسہ عربی کہلاتا تھا۔ اس کا نام نواب محمد سعید خان (متوفی رجب ۱۲۷۱ھ) کے عہد میں مدرسہ عالیہ ہوگیا۔ وہ قریب پانچ سال تک رام پور میں رہے۔ نواب فیض اللہ خاں کے عہد کا واقعہ ہے، رام پور بقول راجہ متولال فلسفی اپنے علماء اور ان کے حلقہ ہائے درس کی کثرت کی وجہ سے "**بخارائے ہند**" بنا ہوا تھا۔ اسی مدرسہ عربی اور اُس کے سربراہ مولانا بحر العلوم کا فیض تھا کہ مختلف دیار و امصار سے علما اور طلبہ برابر آتے رہے۔

مدرسہ عالیہ کے مشہور پرنسپل اور اساتذہ میں ان بزرگوں کے نام آتے ہیں: بحر العلوم (عبد العلی فرنگی محلی)، ملا حسن بن غلام مصطفی، مفتی شرف الدین علوی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا عبد الحق خیر آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔ (1)

---

(1)۔۔۔ مدرسہ عالیہ رام پور، ص: 9، 11

دورِ حاضر کے چند مشہور مدارس

منظر اسلام بریلی شریف، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، جامعہ امجدیہ گھوسی، جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ، جامعہ قادریہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف، جامعہ نوریہ بریلی شریف، دار العلوم جمداشاہی، مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا، جامعہ سعدیہ کیرلا۔

پیارے اسلامی بھائیو! انھیں مدارس کی ایک کڑی دعوت اسلامی انڈیا کے جامعات المدینہ اور مدارس المدینہ ہیں جو انڈیا کے مختلف شہروں میں قائم ہیں، جہاں علم (knowledge) کے متلاشی طلبہ کو بغیر کسی فِیس (Fees) کے کھانے پینے اور رہنے کی سہولت کے ساتھ علمِ دین پڑھایا جاتا ہے۔ چار بڑے اور مشہور جامعات یہ ہیں: (1) جامعۃُ المدینہ فیضانِ عطّار ناگپور مہاراشٹرا، (2) جامعۃُ المدینہ فیضانِ کنزُالایمان ممبئی، (3) جامعۃُ المدینہ فیضانِ اولیاء احمد آباد گجرات، (4) جامعۃُ المدینہ فیضانِ مفتی اعظم ہند شاہجہاں پور۔

علمی و عملی جامہ پہننے کے لیے اگر ممکن ہو تو خود آپ جامعۃ المدینہ میں داخلہ لے کر باقاعدہ علم (knowledge) حاصل کریں، ورنہ کم از کم اپنے ایک بچے یا بھائی کا ضرور داخلہ کروائیں!

عام معلومات: رقبہ، کل صوبہ، سرکاری زبان وغیرہ وغیرہ

ہندوستان رقبہ کے اعتبار سے دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ اس کا کل رقبہ 3,287,263 کلو مربع میٹر (1,269,219 مربع میل) ہے۔ شمال سے جنوب اس کی

طوالت 3,214 کلومیٹر (1,997 میل) ہے اور مشرق تا مغرب اس کا عرض 2,933 کلومیٹر (1,822 میل) ہے۔ خشکی سرحد کی کل لمبائی 15,200 کلومیٹر (9,445 میل) اور سمندری سرحد 7,516.6 کلومیٹر (4,671 میل) پر مشتمل ہے۔ ہندوستان کے مغرب میں بحرِ ہند میں واقع بحیرہ عرب ہے۔ جنوب مغرب میں بحیرہ لاکادیو ہے۔ مشرق میں خلیج بنگال اور جنوب میں مکمل بحرِ ہند ہے۔ جنوب مشرق میں خلیج منار اور آبنائے پالک ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان حائل ہیں۔ آٹھ درجہ چینل کے اس پار لکشادیپ سے 125 کلومیٹر (410,000 فٹ) جنوب میں مالدیپ واقع ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے مشرق میں اصل سرزمین ہند سے 1,200 کلومیٹر (3,900,000 فٹ) دور جزائر انڈمان و نکوبار ہے۔ یہاں ہندوستان کی سمندری سرحد میانمار، تھائی لینڈ اور انڈونیشیا سے ملتی ہے۔ سرزمین ہندوستان کے عین جنوب میں آخری آبادی (8°4′38″N, 77°31′56″E) پر کنیا کماری ہے جب کہ ہندوستان کی سرحد میں جنوب میں سب سے آخری نشان نکوبار جزیرہ میں اندرا پوائنٹ ہے۔ ہندوستان کا جنوبی ترین حصہ اندرا کول، سیاچین گلیشیئر ہے۔

ہندوستان کے کل صوبے (States)

اترپردیش	مہاراشٹر	بہار
مغربی بنگال	مدھیہ پردیش	تمل ناڈو
راجستھان	کرناٹک	گجرات
آندھرا پردیش	اڑیسہ	تلنگانہ

کیرلا	جھارکھنڈ	آسام
پنجاب	چھتیس گڑھ	ہریانہ
جموں وکشمیر	اتراکھنڈ	ہماچل پردیش
تری پورہ	میگھالیہ	منی پور
ناگالینڈ	گوا	اروناچل پردیش
میزورم	سکم	دہلی
پونڈیچری	چنڈی گڑھ	جزائر انڈمان ونکوبار
دادراونگرحویلی	دمن ودیو	لکشادیپ

India کے کل صوبے (آبادی کے اعتبار سے)

پیارے اسلامی بھائیو! ذیل میں بھارت کی ریاستوں اور خِطّوں کی فہرست بلحاظ آبادی پیش کی جارہی ہے۔ واضح رہے کہ دہلی، پونڈیچری، چنڈی گڑھ، جزائر انڈمان ونکوبار، دادرا ونگر حویلی، دامان و دیو اور لکشادیپ بھارت کی ریاستیں نہیں بلکہ یونین علاقے ہیں جو مرکزی حکومت کے تابع ہیں۔

اترپردیش	(16.51٪)	تمل ناڈو	(5.96٪)
مہاراشٹر	(9.28٪)	راجستھان	(5.66٪)
بہار	(8.6٪)	کرناٹک	(5.05٪)
مغربی بنگال	(7.54٪)	گجرات	(4.99٪)

مدھیہ پردیش (6٪) آندھراپردیش (4.1٪)

(30.41٪) Other

غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن انڈیا(GNRF/INDIA)

غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن (GNRF) دعوت اسلامی انڈیا کے زیر اہتمام اُمت کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت قائم کیا گیا ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ اس شعبے کے تحت قدرتی آفات سے متاثر لوگوں کو امداد فراہم کرنا، ملک عزیز ہندوستان کو سرسبز وشاداب بنانے اور ماحولیاتی آلودگی سے بچانے کے لیے شجر کاری (Plantation) کرنا، مختلف مواقع پر مفت میڈیکل کیمپ کا اہتمام کرنا، غریبوں اور ضرورت مند لوگوں تک مفت راشن پہچانا اور گرمیوں کے موسم میں ریلوے اسٹیشن اور عام شاہراہوں پر لوگوں کو مفت پینے کے لیے ٹھنڈے پانی کی سہولیات فراہم کرنا اور سردیوں کے موسم میں ضرورت مند لوگوں میں کمبل تقسیم کرنا وغیرہ خیر خواہی اور فلاحی کاموں کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔

غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن (GNRF) ان خیر خواہی اور فلاحی کاموں کو انجام دینے کے لیے بنیادی طور پر ان پانچ 5 ڈپارٹمنٹ میں اپنی خدمات پیش کرتا ہے:

(1) محکمہ صحت (Health Department)

اِس شعبے کا بنیادی مقصد لوگوں کی صحت کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات کرنا ہے۔ اس کے تحت مختلف مواقع پر مفت میڈیکل کیمپ، فرسٹ ایڈ ٹریننگ کیمپ اور بلڈ ڈونیشن کیمپ کا اہتمام کیا جاتا اور ضرورت مند لوگوں میں مفت دوائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اسی شعبے کا ایک ہدف (Task/Target) ملک بھر میں **"غریب نواز کلینک"** قائم

کرنا ہے، جس کا مقصد ضرورت مند لوگوں کو میڈیکل سے وابستہ سہولیات مناسب فیس کے ساتھ مہیا کروانا ہے۔ الحمد للہ! اندور (Indore M.P) میں **"غریب نواز کلینک"** کی پہلی شاخ قائم ہو چکی ہے، مزید شہروں کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

تادمِ تحریر اس شعبے کے تحت سیکڑوں مفت میڈیکل کیمپ اور فرسٹ ایڈ ٹریننگ کیمپ لگائے گئے ہیں، جن میں ہزاروں ضرورت مندوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔

(2) Disaster Management

غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن (GNRF) کے پاس بہت ہی فعال اور نمایاں کام انجام دینے والے افراد کی ٹیم ہے۔ یہ ڈِپارٹمینٹ قدرتی آفات جیسے سیلاب، زلزلہ، طوفانی بارش اور مختلف حادثات کے موقع پر اپنی خدمات فراہم کرتا ہے۔ قدرتی آفات اور حادثات کے دوران متاثر لوگوں کو عارضی پناہ گاہ، طبی سہولیات، کھانا اور پینے کا پانی فراہم کرنا اس کی اہم ذمہ داری ہے۔ پچھلے چند سالوں میں اس ڈپارٹمنٹ نے کئی امدادی کام انجام دیے ہیں، جس میں نمایاں طور پر Covid-19، گجرات کے بیپرجوائے سائکلون (Biparjoy Cyclone)، اوڑیسہ ٹرین حادثہ اور مغربی بنگال میں دریائے تیستا (Teesta) کے سیلاب کے وقت جو امدادی کام کیے وہ سرِ فہرست ہے۔

(3) شجرکاری (Plantation) / Environment

ہمارے ملک عزیز ہندوستان کو سر سبز و شاداب بنانے، موسمیاتی تبدیلیوں اور ماحول کو آلودگی (Pollution) سے بچانے کے عظیم مقصد کے تحت اس ڈپارٹمینٹ کو عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے تحت ملک بھر میں اب تک تقریباً 480,000 پودے لگائے

جا چکے ہیں اور ان میں سے اب تک تقریباً 64% پودے درخت بن چکے ہے۔

اس ڈپارٹمینٹ کا ایک بہت ہی نمایاں کام مختلف شہروں میں اربن فوریسٹ (Urban Forest) کو قائم کرنا ہے۔ مہاراشٹر کے تھانے ڈسٹرکٹ میں BNMC (Bhiwandi Nizampur City Municipal Corporation) کے ساتھ مل کر بھیونڈی علاقے میں پہلا اربن فوریسٹ قائم ہو چکا ہے اور مزید کئی شہروں میں قائم کرنے کے لیے کوشش جاری ہے۔

اسی شعبے کے تحت ملک ہندوستان کو نشے کی آفات سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے سال 2023 میں ملک بھر میں مختلف انتظامی اور سماجی ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ مل کر تقریباً 92 "Say No To Drugs" پروگرام کا اہتمام گیا۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ بالخصوص محکمہ پولیس کا اس میں بھرپور تعاون رہا اور اس کام کو ملکی سطح پر بہت سراہا گیا۔ الحمد للہ

(4) Food Distribution and Welfare

غریبوں اور ضرورت مند افراد میں مفت راشن اور کھانا تقسیم کرنا اس ڈپارٹمینٹ کا بنیادی کام ہے۔ اسی ڈپارٹمینٹ کے تحت غریب علاقوں اور بے گھر لوگوں کو سردیوں کے موسم میں مفت کمبل تقسیم کیے جاتے ہیں۔ تادم تحریر تقریباً 29,000 کمبل تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

(5) Skill Enhancement

اس ڈپارٹمنٹ کا مقصد ملک کے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کرام اور معاشی اعتبار سے کمزور افراد کو مختلف کورسز کروانا ہے جس وہ اپنی صلاحیتوں کو بڑھا کر خود کفیل بن

سکیں۔ اس شعبے کے تحت مندرجہ ذیل کورسز کروائے جائیں گے۔ ان شاءاللہ الکریم

- English Speaking Course
- Website Designing Course
- Software Programming Course

تادمِ تحریر ہمارے ملک عزیز ہندوستان کے شہر حیدرآباد (تلنگانہ) میں پہلے سینٹر کا آغاز کیا جاچکا ہے اور مزید مختلف شہروں میں قائم کرنے کے لیے کوشش جاری ہے۔ حیدرآباد سینٹر میں فی الحال 90 طلبہ English Speaking Course کر رہے ہیں۔

میرا دل میری جاں، میرا ہندوستاں

میری آنکھوں کا تارہ ہے ہندوستاں
یہ وطن کتنا پیارا ہے ہندوستاں
خوب صورت نظارہ ہے ہندوستاں
میں نے دل تجھ پہ وارا ہے ہندوستاں

میرا دل میری جاں، میرا ہندوستاں

جشنِ آزادی مِل کر منائیں گے ہم
اِس تِرنگے کو اونچا اٹھائیں گے ہم

تجھ پہ آنے نہ دیں گے مصیبت کوئی
اَے وطن تیری عزت بڑھائیں گے ہم

میرا دل میری جاں، میرا ہندوستاں

رسم ہم کو نبھانی بزرگوں کی ہے
اَے وطن تو نشانی بزرگوں کی ہے
تجھ سے اُلفت مسلماں کا حصہ رہا
تُو وفا کی کہانی بزرگوں کی ہے

میرا دل میری جاں، میرا ہندوستاں

افضل عمل

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مسجد میں دو مجالس کے پاس سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: ”یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے، یہ اللہ پاک سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف راغب ہیں اللہ پاک اگر چاہے انہیں دے، چاہے نہ دے، جبکہ یہ لوگ دینی مسائل اور علم سیکھ رہے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھا رہے ہیں، یہ افضل ہیں۔ میں معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ پھر آپ ان میں تشریف فرما ہوئے۔

(سنن الدارمی، ۱/۱۱۱، حدیث: ۳۴۹)

مآخذ و مراجع

صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری	دار طوق النجاۃ
صحیح مسلم	امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
سنن ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی	مصر
در منثور	امام جلال الدین سیوطی شافعی	دار الفکر - بیروت
کنز العمال	علاء الدین علی بن حسام الدین ہندی	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
فتح الباری	امام ابن حجر احمد بن علی شافعی	دار المعرفۃ بیروت
مرقاۃ المفاتیح	محدث حنفیہ ملا علی قاری حنفی	دار الفکر، بیروت
شرح مسند ابی حنیفہ	محدث حنفیہ ملا علی قاری حنفی	دار الکتب العلمیہ
مرآۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
الصمت	ابو بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی الدنیا	دار الکتب العربی
الدرر المنتثرہ	امام جلال الدین سیوطی شافعی	جامعۃ الملک ریاض
المصنوع	محدث حنفیہ ملا علی قاری حنفی	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
تفسیر و حدیث میں ہندوستان کا تذکرہ	سید غلام علی بلگرامی	دار العلوم جائس یوپی
سمیا اردو	جمیل احمد خان	بلو، رے، ٹک
معین الآثار	معین الدین احمد	آگرہ اخبار پریس
آثار الصنادید	سید احمد خان	قومی کونسل دہلی

فیضان خواجہ غریب نواز	المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ
سیرت طیبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	شبیر حسن نظامی	اکبر بک سیلرز
فیضان حضرت صابر پاک	المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ
غوث العالم حیات وخدمات	مولانا بشارت علی صدیقی	اشرفیہ فاؤنڈیشن
صحائف اشرفی	سید محمد علی حسین اشرفی	
مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	کوئٹہ
تذکرہ مخدوم جہاں	مولاناناصر منیری	منیری پبلیکشن دہلی
سوانح مبارک حضرت باباشرف الدین	محمد علی خان	کمرشل بک ڈپو
سوانح اعلیٰ حضرت	مولانا بدر الدین رضوی	قادری مشن بریلی شریف
محاضرات الأدبا	امام راغب اصفہانی	دار ارقم بیروت
وفیات الاعیان	شمس االدین احمد بن محمد المعروف ابن خلکان	دار صادر - بیروت
جنگ آزادی میں علمائے اہل سنت	مولانا محمد حسان ملک نوری	برکاتی مشن برہان پور
باغی ہندوستان	علامہ فضل حق خیر آبادی	المجمع الاسلامی مبارک پور
دینی مدارس اور عصر حاضر کے تقاضے	غلام یحیی انجم	مرکز اہل سنت برکات رضا
خیر آبادیات	علامہ اسید الحق بدایونی	راج الفحول اکیڈمی بدایوں
مدرسہ عالیہ رام پور	مولاناعبد السلام خان	رام پور رضالائبریری

درخت لگائیے ثواب کمائیے

فَرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم : جو مسلمان دَرخت لگائے یا فصل بوئے پھر اس میں سے جو پرندہ یا اِنسان یا چوپایا کھائے تو وہ اس کی طرف سے صَدَقہ شُمار ہو گا۔

(بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب فضل الزرع والغرس اذا اکل منه، ۲/۸۵، حدیث:۲۳۲۰ دار الکتب العلمیة بیروت)

ہندوستان میں شجرکاری کی دھوم دھام

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! عاشقان رسول کی دینی تحریک دعوت اسلامی ہند نے دھوم دھام سے شجر کاری مہم کا آغاز کیا ہے جس کے پیش نظر نگران ہند مشاورت سید عارف علی عطاری نے وطن عزیز ہندوستان کے لوگوں سے ۱۲ ملین (یعنی ایک کروڑ بیس لاکھ) پودا لگانے کی اپیل کی ہے۔

دعوتِ اسلامی ہند کا شعبہ GNRF اس شجر کاری مہم کو پورا کرنے کے لئے کوششیں کر رہا ہے۔

آپ بھی اس میں حصّہ لے کر ہمارے ملک کو درختوں سے مزید ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب بنانے میں مدد کیجئے۔

DAWATEISLAMI INDIA

ISBN
9 788197 480478 >

FGN Channel
Dekhte Rahiye

مکتبۃ المدینہ ہند
MAKTABA TUL MADINA INDIA

Delhi : 421, Urdu Market, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006 +91-8178862570

Mumbai : 19/20, Mohammad Ali Road, Opp. Mandavi Post Office, Mumbai-400003 +91-9320558372

Ahmedabad : Faizane Madina, Tinkonia Bagicha, Mirzapur, Ahmedabad-380001 +91-9327168200

Nagpur : Opp. Garib Nawaz Masjid, Saifi Nagar Road, Mominpura, Nagpur-440018 +91-9326310099

www.maktabatulmadina.in feedbackmmhind@gmail.com

For Home Delivery of Books Please Contact on (T&C Apply) +91-9978626025